ہم انسانیت کی
نئی تعریف پیش کر رہے ہیں

کل کی ضرورت تھی حصول آزادی
آج کی ضرورت ہے آزادی برقرار رکھنا
آزادی کی پہچان سماجی برابری
برابری کی پہچان ذات پات سے مبرا سماج

آزادی.....
ترقی کی آزادی
بامعنی روایتوں اور عقیدوں کی آزادی

آؤ!
[illegible] آسمان میں اڑ چلیں
[illegible]
سب برابر ہوں
انسانیت کی جلوہ گری ہو
اخوت کا بول بالا ہو
ہر فرد و بشر کی فلاح و بہبود ہو
کثرت میں وحدت کی ہم آہنگی ہو
بھارت عظیم تر ہو!!

محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامہ، یو۔ پی

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

6/-

LW/NP 58

RIZWAN

R.N. 2416 /57

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow-226 018

Ph. 270406

حدیث کی مشہور کتاب

ریاض الصالحین

کا سلیس و شگفتہ اردو ترجمہ

جس میں وہ روایات ہیں جو فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرّہ احکام و مسائل سے تعلق رکھتی ہیں

مُقدّمہ

علامہ سید سلیمان ندوی رح

زادِ سفر

یہ کتاب

بہترین مصلح مربّی اور مرشد کا کام کرتی ہے
ہر عنوان کے نیچے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ پھر
احادیث میں ذیلی عنوانات جگہ جگہ موضوع کی ہدایت
کرتے ہیں۔ بہترین کتابت
فوٹو آفسیٹ کی طباعت

مُترجمہ

محترمہ امۃ اللہ تسنیم (مرحومہ)

قیمت حصّہ اوّل /- روپے۔ قیمت حصّہ دوم /- روپے

مکتبہ اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ، لکھنؤ (یوپی) ۲۲۶۰۱۸

بیادگار حضرت مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ — ستمبر ۱۹۹۵ء — شمارہ نمبر ۹

Ph. 270406

ایڈیٹر: — محمد حمزہ حسنی

معاونین: — اُمامہ حسنی ٭ میمونہ حسنی

اسحٰق حسینی ندوی ٭ جعفر مسعود حسنی ندوی

سالانہ چندہ

★ برائے ہندوستان: — ۷۰ روپے

★ غیر ملکی ہوائی ڈاک: — ۲۵ امریکی ڈالر

★ فی شمارہ: — ۶ روپے

نوٹ: ڈرافٹ پر "RIZWAN MONTHLY" لکھیں۔

ماہنامہ "رضوان" ۵۴/۱۶۲ محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لئے نظامی آفسٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

اپنی بہنوں سے

جسم کے کپڑے میں اگر کوئی کھرونچ لگ جائے یا بخیہ ادھڑ جائے زیور کا کوئی باریک سے باریک حصہ ٹوٹ جائے اس پر میل جم جائے تو سارے کام چھوڑ کر ان کی درستگی کی فکر ہوتی ہے لیکن اولاد میں بڑی سے بڑی خرابی آجائے اس کے اخلاق بگڑ جائیں اس کا دین خراب ہو اس کی زبان گندی ہو جائے تو انصاف سے بتلائیے کہ ماں باپ کو کتنی فکر ہوتی ہے وہ ان کے سدھارنے کیلئے کتنا وقت لگاتے ہیں، ایک ایسے ہار کے لیے بڑے سے بڑا اہتمام ہوتا ہے جو صرف ایک مجلس یا محفل میں گلے کا ہار بن کر رہ جاتا ہے مگر اولاد جو ساری زندگی کے لیے گلے کا ہار ہوتی ہے اس کو خوبصورت بنانے کی کس ماں یا بہن کو فکر ہوتی ہے کیا یہ فکر کے قابل نہیں؟ کیا اس کے لیے اپنا عزیز وقت لگانا ضروری نہیں؟ کیا اس کے لیے مال و دولت صرف کرنا قابل توجہ نہیں؟ اور کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ زندگی کا یہ سرمایہ اور قیمتی زیور آج کس طرح در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے سڑکوں پر آوارہ پھر رہا ہے غلط اور بیہودہ سوسائٹی کی نذر ہو رہا ہے ذلیل اور قابل نفرت صحبتوں اور گندے ماحول میں وقت گزار رہا ہے جس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں۔ــــ جس ملک میں ہم رہتے اور بستے ہیں یہاں کے حالات تیزی کے ساتھ ہمارے بچوں کے لیے خطرناک بنتے جا رہے ہیں! اگر ہم خود ادھر توجہ نہ کریں گے اور اپنی ساری قوت اولاد کی تعلیم و تربیت پر نہ لگائیں گے تو ارتداد اور الحاد کا ہمہ گیر فتنہ ہماری نسلوں کو تباہ کر دے گا جس کے آثار شروع ہو چکے ہیں، یہ وہ نازک وقت ہے جب کہ ہم غفلت و سستی کا لبادہ اتار کر اور اپنی ذاتی فکر کو چھوڑ کر نسلوں کی حفاظت کرنے کے لیے کام کریں۔ ہم کو کسی دوسری قوم سے شکوہ و شکایت کرنے کا حق نہیں، نہ کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت ہے۔ ایک زندہ قوم نازک سے نازک حالات میں بھی حوصلہ اور عزم کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔

اپنی بہنوں سے	مدیر	۳
کتاب ہدایت	مولانا محمد منظور نعمانی	۴
حدیث کی روشنی	مولانا سید عبدالحی حسنیؒ	۶
اسوۂ صحابہؓ	مولانا عبدالسلام ندوی	۷
نیکی کے کاموں میں ریس اور دوڑ لگاؤ	جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی	۹
میری بیٹی جاگے گی	نکہت خورشید نارد	۱۳
مسلم خواتین کے بنیادی اوصاف	مولانا عبدالغفار حسن صاحب	۱۷
دعا مومن کا ہتھیار	مراد احمد دانش	۲۰
نماز کی فضیلت	محمد کامران ریاض	۲۶
حضورؐ کا ازواج مطہرات اور بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک	بابو شفقت قریشی	۲۸
عورت اسلام کی روشنی میں	حکیم محمد اسلم صدیقی	۳۰
سوڈان میں امریکی مداخلت	مصباح حسین	۳۴
طب وصحت	حکیم الحاج محمد مستان شاہ قادری	۳۷
دسترخوان	صبوحی	۳۸
بچوں کا گوشہ	افضل حسین ایم اے ایل ٹی	

کتاب ہدایت

توحید کے بارے میں قرآن مجید کا سب سے اہم مطالبہ

مولانا محمد منظور نعمانی

ہر مقصد کے لیے دعا اور مدد طلبی صرف اللہ سے اور ہر عبادت صرف اسی کے لیے ہونی چاہیئے

قرآن مجید نے توحید کے اس پہلو پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور یہ اس لیے کہ شرک میں مبتلا ہونے والی دنیا کی قومیں اور امتیں شرک فی الدعا اور شرک فی العبادہ ہی میں زیادہ تر مبتلا ہوئی ہیں اور ہمیشہ ناخداشناس اور کمزور انسانوں سے بھی شرک زیادہ ہوا کہ انھوں نے اللہ کے سوا اور ہستیوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان سے دعائیں کیں اپنی حاجتیں اور مرادیں ان سے مانگیں انھیں راضی اور خوش کرنے کے لیے طرح طرح سے ان کی عبادت اور پوجا کی، ان کے آگے سجدے کیے، ان کے نام کی خیر خیرات کی اور ان کے لیے نذریں اور منتیں مانیں اور ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے کہ بڑی شرکانہ گمراہیوں میں آج بھی یہی گمراہی سب سے زیادہ عام ہے حتی کہ مسلمان کہلانے والوں میں بھی ایک خاصی تعداد اس شرک میں مبتلا ہے۔

بہرحال شرک فی الدعا اور شرک فی العبادہ چونکہ سب سے بڑی مذہبی گمراہی اور ناخداشناس انسان زیادہ تر اسی میں مبتلا ہوتے ہیں اس لیے قرآن مجید نے توحید کے سلسلے میں توحید فی الدعا اور توحید فی العبادۃ پر سب سے زیادہ زور دیا ہے، پہلے چند آیتیں توحید فی الدعا کے سلسلہ کی پڑھ لیجیے:

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ۔ (سورۂ رعد۔ع۔۲)

حاجتوں اور ضرورتوں میں صرف اسی اللہ کو پکارنا سچا پکارنا ہے اور اس کے سوا جن ہستیوں کو وہ مشرک پکارتے ہیں، اور جن سے دعائیں کرتے ہیں، وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آسکتیں۔

اللہ کے سوا دوسری ہستیوں سے دعائیں کرنے والوں اور اپنی حاجتیں مانگنے والوں سے ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۔ (سورہ اعراف ع۔۲۴)

اور اللہ کے سوا جن ہستیوں کو تم پکارتے ہو، اور جن سے دعائیں کرتے ہو اور مدد مانگتے ہو وہ تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتے اور اپنی بھی مدد کرنے سے وہ عاجز اور بے بس ہیں (پس ان سے مدد مانگنا تمھاری کیسی حماقت ہے)۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا۔

(سورہ بنی اسرائیل ع۔۶)

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہدو، کہ تم نے اپنے خیال میں اللہ کے سوا جن ہستیوں کو معبود و کارساز سمجھ رکھا ہے انھیں اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں پکار کر دیکھو، نہ وہ تمھاری تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ تمھاری حالت بدل سکتے ہیں۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ۔

(سورہ مومنون ع۔۶)

اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے من گھڑت معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس کا حساب اس کے پروردگار کے حضور ہونا ہے، یقیناً کفر کرنے والے کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ۔

(سورہ شعراء ع۔۱۱)

مت پکارو اللہ کے سوا کسی دوسرے فرضی اور من گھڑت معبود کو (اگر ایسا کروگے) تو تم ہو جاؤ گے عذاب پانے والوں میں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ایک جگہ ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا۔ (سورہ جن ع۔۲)

اے پیغمبرؐ! کہدو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں، اسی سے دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔

(سورہ قصص ع۔۹)

اور مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی اور فرضی اور من گھڑت الٰہ کو — صرف اللہ ہی الٰہ حق ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کی پاک ذات کے علاوہ جو کچھ اس عالم موجودات میں ہے سب فانی ہے۔

اس آیت میں قرآن پاک نے غور و فکر کرنے والوں اور سمجھنے والوں کے لیے ایک بڑا عام فہم استدلالی اشارہ کیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے، باقی رہنے والی اور کبھی نہ فنا ہونے والی ہستی صرف اللہ کی ہے جو سب کا خالق اور پروردگار ہے اور اللہ کے سوا دوسری ہستیوں کو حاجت روا اور کارساز سمجھ کر ان سے دعائیں کرنے والے اور مرادیں مانگنے والے جاہل مشرکین بھی اس حقیقت کو جانتے اور مانتے ہیں کہ سدا رہنے والی ذات صرف اللہ ہی کی ہے اور باقی سب فانی ہیں — پس قرآن کہتا ہے کہ جن ہستیوں کے متعلق تم خود جانتے ہو کہ وہ اپنے وجود اور اپنی حیات میں بھی مختار نہیں اور اپنے کو موت اور فنا سے بچا لینا بھی جن کے بس میں نہیں، سوچو کہ ان کو کارساز اور حاجت روا سمجھ کر ان سے مدد مانگنا اور ان کو پکارنا کتنی بڑی حماقت ہے۔

پس جو لوگ بتوں کو یا نیک اور مقدس روحوں کو، یا گزرے ہوئے پیروں یا پیغمبروں کو اپنی مدد کے لیے پکارتے ہیں اور اپنی حاجتوں میں ان سے دعائیں کرتے ہیں (حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ سب فانی ہستیاں ہیں) وہ خود سوچیں کہ وہ کیسی احمقانہ حرکت کرتے ہیں اور اپنے کو وہ کتنی گہری پستی میں گراتے ہیں۔

یہ چند آیتیں توحید فی الدعا کے سلسلہ کی تھیں اب توحید فی العبادہ کے متعلق بھی چند آیتیں پڑھ لیجیے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ۔

(بنی اسرائیل ع۔۳)

اور تمھارے پروردگار کا قطعی حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

ایک جگہ حکم ہے:

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا

(النساء ع۔۶)

بس اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

بقیہ:- بچوں کا گوشہ

میں نے کھیلنے میں تو کوتاہی نہیں کی۔ بے ایمانی کر کے جیتنا بہادری نہیں بزدلی ہے۔"

سعید کی بات سن کر تمام بچے شرمندہ ہو گئے، ملامت کرنے کے بجائے اب سب سعید کی تعریف کرنے لگے۔

حدیث کی روشنی

مولانا سید عبد الحی حسنیؒ

فضائل قرآن

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (بقرہ-۲)

یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام خدا ہے خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ (اسراء ۱۰۶)

اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کرکے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سناؤ۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (مزمل ۴)

اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (انفال-۲)

اور جب انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (حشر ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (قمر ۱۷)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کردیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے۔

....

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا قرآن پڑھا کرو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن سمجھ کر پڑھتا ہے نہایت عزت و احترام والی جماعت کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن کریم اٹک اٹک کر مشکل سے پڑھتا ہے اس کو دہرا اجر ملے گا۔ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال لیموں کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی اور ذائقہ بھی لذیذ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی ہے کہ اس میں خوشبو تو نہیں ہوتی لیکن ذائقہ نہایت لذیذ بہت میٹھا۔ اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال پھول کی ہے کہ خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال خنظل کی ہے کہ ذائقہ بھی کڑوا اور خوشبو بھی نہیں۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو موقع پر مناسب ہے رشک اس شخص پر آئے جس کو اللہ تعالیٰ نے کلام پاک کا علم عطا فرمایا وہ اس پر دن رات عمل کرتا ہے دوسرا موقع رشک کا یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے سرفراز فرمایا اور وہ اپنی دولت کو رات دن بہتر طریقہ پر خرچ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(باقی آئندہ)

اسوۂ صحابہؓ

مولانا عبد السلام ندویؒ

علم حدیث

طبقہ سوم: یعنی وہ صحابہؓ جن کی روایتیں سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم ہیں۔ اس طبقہ میں چھبیس صحابہؓ ہیں۔

نمبر	نام	تعداد احادیث مرویہ
۱	ام المومنین حضرت ام سلمہؓ	۳۷۸
۲	حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	۳۶۰
۳	حضرت براء بن عازبؓ	۳۰۵
۴	حضرت ابوذر غفاریؓ	۲۸۱
۵	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	۲۱۵
۶	حضرت سہل بن سعد انصاریؓ	۱۸۸
۷	حضرت عبادہ بن صامتؓ	۱۸۱
۸	حضرت ابوالدرداءؓ	۱۷۹
۹	حضرت ابوقتادہ انصاریؓ	۱۷۰
۱۰	حضرت ابی بن کعبؓ	۱۶۴
۱۱	حضرت بریدہ بن حصیب اسلمیؓ	۱۶۴
۱۲	حضرت معاذ بن جبلؓ	۱۵۷
۱۳	حضرت ابوایوب انصاریؓ	۱۵۰
۱۴	حضرت عثمان بن عفانؓ	۱۴۶
۱۵	حضرت جابر بن سمرہؓ	۱۴۶
۱۶	حضرت ابوبکر صدیقؓ	۱۴۲
۱۷	حضرت مغیرہ بن شعبہؓ	۱۳۶
۱۸	حضرت ابوبکرہؓ	۱۳۰
۱۹	حضرت عمران بن حصینؓ	۱۳۰
۲۰	حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ	۱۳۰
۲۱	حضرت ثوبان مولی النبیؐ	۱۲۷
۲۲	حضرت اسامہ بن زیدؓ	۱۲۸
۲۳	حضرت نعمان بن بشیرؓ	۱۲۴
۲۴	حضرت سمرہ بن جندب فزاریؓ	۱۲۳
۲۵	حضرت ابومسعود عقبہ بن عمروؓ	۱۰۲
۲۶	حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ	۱۰۰

طبقہ چہارم: یعنی وہ صحابہ جن کی تعداد روایت چالیس سے سو تک ہے، اس طبقہ میں ۳۳ صحابہؓ ہیں۔

نمبر	نام	احادیث مرویہ
۱	حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ	۹۵
۲	حضرت زید بن ثابتؓ	۹۲
۳	حضرت ابوطلحہ زید بن سہلؓ	۹۲
۴	حضرت زید بن ارقمؓ	۹۰
۵	حضرت زید بن خالد جہنیؓ	۸۱
۶	حضرت کعب بن مالک سلمیؓ	۸۰
۷	حضرت رافع بن خدیجؓ	۷۸
۸	حضرت سلمہ بن اکوعؓ	۷۷
۹	حضرت ابورافع قبطیؓ	۶۸
۱۰	حضرت عوف بن مالک اشجعی	۶۸
۱۱	حضرت عدی بن ابی حاتم الطائی	۶۶
۱۲	حضرت عبدالرحمان بن ابی ارقیؓ	۶۵
۱۳	ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ	۶۵
۱۴	حضرت عمار بن یاسرؓ	۶۲
۱۵	حضرت سلمان فارسیؓ	۶۴
۱۶	ام المومنین حضرت حفصہؓ	۶۰
۱۷	حضرت جبیر بن مطعم قرشیؓ	۶۰
۱۸	حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	۵۶
۱۹	حضرت واثلہ بن اسقع کنانیؓ	۵۶
۲۰	حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ	۵۵
۲۱	حضرت فضالہ بن عبید انصاریؓ	۵۰
۲۲	حضرت عمر بن عتبہؓ	۴۸
۲۳	حضرت کعب بن عمرو انصاریؓ	۴۷
۲۴	حضرت نضلہ بن عبید اسلمیؓ	۴۶
۲۵	ام المومنین حضرت میمونہؓ	۴۶

۲۶۔ حضرت ام ہانی رضی	۴۶	
۲۷۔ حضرت ابوجحیفہ بن وہب سوائی رضی	۴۵	
۲۸۔ حضرت بلال رضی بن ریاح تیمی	۴۴	
۲۹۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی	۴۳	
۳۰۔ حضرت مقداد بن اسد کوفی رضی	۴۲	
۳۱۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی	۴۱	
۳۲۔ حضرت حکیم بن حزام اسدی رضی	۴۰	
۳۳۔ حضرت سلمہ بن حنیف انصاری رضی	۴۰	

طبقہ پنجم: یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے کم ہیں، اس طبقہ میں پچپن صحابہ ہیں۔

نمبر نام	تعداد احادیث مرویہ
۱۔ حضرت زبیر بن عوام رضی	۳۸
۲۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی	۳۴
۳۔ حضرت خباب بن الارت رضی	۳۲
۴۔ حضرت عیاض بن حماد تیمی رضی	۳۰
۵۔ حضرت مالک بن ربیعہ ساعدی رضی	۲۸
۶۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی	۲۵
۷۔ حضرت ام قیس بنت محصن رضی	۲۴
۸۔ حضرت فضل بن عباس رضی	۲۵
۹۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی	۲۲
۱۰۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی	۲۱
۱۱۔ حضرت اسید بن حضیر اشہلی رضی	۱۸
۱۲۔ حضرت خالد بن ولید رضی	۱۸
۱۳۔ حضرت عمر بن حریث رضی	۱۸
۱۴۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی	۱۵
۱۵۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی	۱۴
۱۶۔ حضرت معاویہ بن حکیم سلمی رضی	۱۳
۱۷۔ حضرت عروہ بن ابی بعد الاسدی رضی	۱۳
۱۸۔ حضرت یسرہ بنت صفوان رضی	۱۱
۱۹۔ حضرت عروہ بن مفرس رضی	۱۰
۲۰۔ حضرت مجمع رضی بن یزید	۱۰
۲۱۔ حضرت سلمہ بن قیس رضی	۷
۲۲۔ حضرت قتادہ بن لقمان رضی	۷
۲۳۔ حضرت قبیصہ بن مخارق عامری رضی	۶
۲۴۔ حضرت عاصم بن عدی قضاعی رضی	۶
۲۵۔ حضرت سلمہ رضی بن نعیم اشجعی	۵
۲۶۔ حضرت مالک بن صعصعہ رضی	۵
۲۷۔ حضرت محجن بن اورع رضی	۵
۲۸۔ حضرت سائب بن خلاج رضی	۵
۲۹۔ حضرت خفاف غفاری رضی	۵
۳۰۔ حضرت ذو فجر حبشی	۵
۳۱۔ حضرت مالک بن ہبیر کندی رضی	۴

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

Phone : 249174
FAX : 0522-246343

نشکر

اگر آپ ذیابیطس کے شکار ہیں تو چند ہی روز میں نشکر کے استعمال سے شکر میں کمی شروع ہو جاتی ہے، قوت واپس ہونے لگتی ہے اور رات کو بار بار اٹھنے اور نیند خراب ہونے سے نجات مل جاتی ہے۔ نشکر کے استعمال سے صرف پیشاب ہی شکر نہیں غائب ہو جاتی ہے بلکہ خون میں بھی شکر کی اتنی مقدار باقی رہتی ہے جتنی ایک تندرست آدمی کے جسم میں ہوتی چاہیے۔

دوا کو اگر پابندی کے ساتھ استعمال کرایا جائے تو دوا کو چھوڑنے کے بعد بھی فائدہ برقرار رہتا ہے۔

حسني فارميسي
۱۷/۱۰۶/۱۶۳- حیدر مرزا روڈ، لکھنؤ ۱۸- یوپی

نیکی کے کاموں میں ریس اور دوڑ لگاؤ

دنیاوی اسباب میں ریس لگانا جائز نہیں، نیک کاموں میں ریس لگانا برا نہیں

مبادرت الی الخیرات کے معنی

یہ ہیں کہ جب انسان اپنی حقیقت پر غور کرے گا، اللہ جل جلالہ کی عظمت شان، اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر غور کرے گا، اس کی شان ربوبیت پر غور کرے گا، تو اس تفکر کے نتیجے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی طرف دل مائل ہوگا اور خود بخود دل میں داعیہ پیدا ہوگا کہ جس مالک نے یہ ساری کائنات بنائی ہے اور جس مالک نے یہ نعمتیں مجھ پر نازل فرمائی ہیں اور جس مالک نے مجھے رحمتوں کی بارش میں رکھا ہے۔ اس مالک کا بھی مجھ پر کوئی حق ہے؟ جب بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا داعیہ پیدا ہو، اور کسی نیک کام کے کرنے کا محرک سامنے آئے تو اس وقت ایک مومن کا کام یہ ہے کہ جلد از جلد اس نیک کام کو کر لے۔ اس میں دیر نہ لگائے۔ یہی معنی ہیں "مبادرۃ" کے معنی کسی کام کو جلدی سے کر لینا، ٹال مٹول نہ کرنا، اور آئندہ کل پر نہ ٹالنا۔

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموت والارض اعدت للمتقین۔

تمام انسانیت کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی سے دوڑو، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے اور متقی لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

"مسارعت" کے معنی جلد سے جلد کوئی کام کرنا، دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔ ایک دوسری آیت میں فرمایا کہ۔

فاستبقوا الخیرات (سورۃ البقرۃ: ۱۴۸)

یعنی بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ریس اور دوڑ لگاؤ۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب کسی نیک کام کا ارادہ اور داعیہ دل میں پیدا ہو تو اس کو ٹالو نہیں۔

شیطانی داؤ

اس لیے کہ شیطان کے داؤ اور اس کے حربے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ ہوتے ہیں، کافر کے لیے اور ہیں، مومن کے لیے اور ہیں، مومن کے دل میں شیطان یہ بات نہیں ڈالے گا کہ یہ نیکی کا کام مت کیا کرو، یہ برے کام ہیں، یہ بات براہ راست اس کے دل میں نہیں ڈالے گا، اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ صاحب ایمان ہونے کی وجہ سے نیکی کے کام کو برا نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن مومن کے ساتھ اس کا یہ حربہ ہوتا ہے اس سے یہ کہتا ہے کہ یہ نماز پڑھنا، یہ فلاں نیک کام کرنا تو اچھا ہے، اس کو کرنا چاہیے لیکن انشاء اللہ کل سے شروع کریں گے۔ اب جب کل آئے گی تو ہو سکتا ہے وہ اس داعیہ کو بھول ہی جائے اور پھر جب کل آئے گی تو پھر یہ کہے گا اچھا بھائی! کل سے شروع کروں گا، تو وہ کل کبھی زندگی بھر نہیں آئے گی۔ یا کسی اللہ والے کی بات دل میں اتر گئی کہ بات تو یہ صحیح ہے، عمل کرنا چاہیے، اپنی زندگی میں تبدیلی لانا چاہیے، گناہوں کو چھوڑنا چاہیے نیکیوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن

انشاء اللہ اس پر جلد از جلد عمل کریں گے۔ جب اس کو ٹلا دیا تو پھر کبھی اس عمل کی نوبت نہیں آئے گی۔

عمرِ عزیز سے فائدہ اٹھالو

اسی طرح زندگی کے اوقات گذرتے جارہے ہیں، عمرِ عزیز گزرتی جارہی ہے۔ کچھ پتہ نہیں کہ کتنی عمر ہے؟ قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے کہ کل پر مت ٹالو، جو داعیہ اس وقت پیدا ہوا، اس پر اسی وقت عمل کرو، کیا معلوم کہ کل تک یہ داعیہ رہے یا نہ رہے، اول تو یہ بھی نہیں پتہ کہ تم خود زندہ رہو، اور اگر تم خود زندہ رہو تو یہ پتہ نہیں کہ یہ داعیہ باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر داعیہ باقی رہا تو کیا معلوم اس وقت حالات موافق ہوں یا نہ ہوں، بس! اس وقت جو داعیہ پیدا ہوا ہے اس پر عمل کرکے فائدہ حاصل کرلو۔

نیکی کا داعیہ اللہ کا مہمان ہے

یہ داعیہ اللہ جل شانہ کی طرف سے مہمان ہے، اس مہمان کی خاطر مدارات کرلو۔ اس کی خاطر یہ ہے کہ اس پر عمل کرلو۔ اگر نفل نماز پڑھنے کا داعیہ پیدا ہوا، اور یہ سوچا کہ یہ فرض و واجب تو ہے نہیں۔ اگر نہیں پڑھیں گے تو کوئی گناہ تو ہوگا نہیں، چلو چھوڑو، یہ تم نے مہمان کی ناقدری کردی جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری اصلاح کی خاطر بھیجا تھا اگر تم نے اسی وقت فوراً عمل نہ کیا تو پیچھے رہ جاؤ گے، پھر معلوم نہیں دوبارہ مہمان آئے، بلکہ وہ آنا بند کردے۔ کیونکہ وہ مہمان یہ سوچے گا یہ شخص میری بات مانتا نہیں، اور میری ناقدری کرتا ہے، میری خاطر مدارات نہیں کرتا، میں اب اس کے پاس نہیں جاتا۔ بہرحال ویسے تو ہر کام میں جلدی اور عجلت کرنا برا ہے، لیکن جب دل میں کسی نیک کام کا داعیہ پیدا ہوا تو اس پر جلدی عمل کرلینا ہی اچھا ہے۔

فرصت کے انتظار میں مت رہو

اگر اپنی اصلاح کی فکر کا دل میں خیال آیا کہ زندگی ویسے ہی گزر رہی ہے، نفس کی اصلاح ہونی چاہیئے اور اپنے اخلاق اور اعمال کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ سوچا کہ جب فلاں کام سے فارغ ہوجائیں گے، پھر اصلاح کریں گے۔ یہ فرصت کے انتظار میں عمرِ عزیز کے جو لمحات گزر رہے ہیں، وہ فرصت کبھی آنے والی نہیں۔

کام کرنے کا بہترین گر

ہمارے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "جو کام فرصت کے انتظار میں ٹال دیا وہ ٹل گیا، وہ پھر نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ تم نے اس کو ٹال دیا۔ کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو کاموں کے درمیان تیسرے کام کو گھسادو، یعنی وہ دو کام جو تم کررہے ہو، اب تیسرا کام کرنے کا خیال آیا، تو ان دو کاموں کے درمیان تیسرے کام کو زبردستی گھسادو، وہ تیسرا کام بھی ہوجائے گا، اور اگر یہ سوچا کہ ان دو کاموں سے فارغ ہوکر پھر تیسرا کام کریں گے تو پھر وہ کام نہیں ہوگا۔ یہ منصوبے اور پلان بنانا کہ جب یہ کام ہوجائیگا تو پھر کام کریں گے یہ سب ٹالنے والی باتیں ہیں، اور شیطان عموماً اسی طرح دھوکہ میں رکھتا ہے۔

نیک کاموں میں ریس لگانا برا نہیں

اس لیے "مبادرت الی الخیرات" یعنی نیک کاموں میں جلدی کرنا اور آگے بڑھنا قرآن و سنت کا تقاضا ہے۔ یہاں دو لفظ استعمال کیے گئے ہیں ایک "مبادرت" یعنی جلدی کرنا دوسرا "مسابقت" یعنی مقابلہ کرنا، ریس لگانا، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔ اور یہ مقابلہ کرنا اور ریس لگانا نیکی کے معاملے میں محبوب ہے، اور چیزوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا برا ہے، جیسے مال کے حصول میں، عزت کے حصول میں، شہرت کے معاملے میں، دنیا کے حصول میں، جاہ طلبی کے معاملے میں، ان سب میں یہ بات بری ہے کہ انسان دوسرے سے آگے بڑھنے کی حرص میں لگ جائے۔ لیکن نیکیوں کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ ایک محمود اور قابل تعریف جذبہ ہے۔ قرآن کریم خود کہہ رہا ہے کہ فاستبقوا الخیرات نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو ایک شخص کو تم دیکھ رہے ہو کہ ماشاء اللہ عبادت میں لگا ہوا ہے، طاعات میں لگا ہوا ہے گناہوں سے بچ رہا ہے، اب کوشش کرو کہ میں اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ جاؤں اس میں ریس لگانا برا نہیں۔

دنیاوی اسباب میں ریس لگانا جائز نہیں

یہاں معاملہ الٹا ہوگیا ہے اس وقت ہماری پوری زندگی ریس لگانے میں گزر رہی ہے۔ لیکن ریس اس میں لگ رہی ہے کہ پیسہ زیادہ سے زیادہ کہاں سے آجائے، دوسرے نے آتنا کمایا، میں اس سے زیادہ کمالوں۔ دوسرے نے ایسا بنگلہ بنالیا، میں اس سے اعلیٰ درجے کا بنالوں، دوسرے نے ایسی کار خریدی میں اس سے اعلیٰ درجے کی خریدلوں، دوسرے نے ایسا سازوسامان جمع کرلیا میں اس سے اعلیٰ درجے کا جمع کرلوں۔ پوری قوم اس ریس کے اندر مبتلا ہے، اور اس میں حلال و حرام کی فکر مٹ گئی ہے۔ اس لیے کہ جب دماغ پر یہ جذبہ سوار ہوگیا کہ دنیاوی سازوسامان میں دوسرے سے آگے بڑھنا ہے تو حلال مال کے ذریعہ آگے نکلنا بڑا مشکل ہے، تو پھر حرام کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور اب حلال و حرام ایک ہورہے ہیں، جس چیز میں ریس لگانا اور مقابلہ شرعاً برا تھا وہاں سب مقابلے پر لگے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں اور جس چیز میں مقابلہ کرنا ریس لگانا، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر کرنا مطلوب تھا، اس میں پیچھے رہ گئے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقابلہ

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھئے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر انہوں نے کیا کیا، غزوہ تبوک بڑا کٹھن غزوہ تھا۔ ایسا صبر آزما غزوہ اور ایسی صبر آزما مہم شاید کوئی اور پیش نہیں آئی جیسی غزوہ تبوک کے موقع پر پیش آئی، سخت گرمی کا موسم، وہ موسم جس میں آسمان سے شعلے برستے ہیں، زمین آگ اگلتی ہے اور تقریباً ۱۲ سو کلومیٹر کا صحرائی سفر، اور کھجوریں پکنے کا زمانہ، جس پر سارے سال کی معیشت کا دار و مدار ہوتا ہے، سواریاں میسر نہیں، پیسے موجود نہیں اور اس وقت میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ہر مسلمان کیلئے نفیر عام ہے کہ وہ اس غزوہ میں چلے اور اس میں شریک ہو اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر اعلان فرمایا کہ یہ غزوہ کا موقع ہے، اور سواریوں کی ضرورت ہے، اونٹنیاں چاہئیں، پیسوں کی ضرورت ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ بڑھ چڑھ کر اس میں چندہ دیں اور جو شخص اس میں چندہ دے گا میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اب صحابۂ کرام کہاں پیچھے رہنے والے تھے، جب کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ جملہ سن لیں کہ ان کے لیے جنت کی ضمانت ہے، اب ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق چندہ

دے رہا ہے، کوئی کچھ لا رہا ہے، کوئی کچھ لا رہا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا، اور میں نے اپنے گھر کا جتنا کچھ سازو سامان روپیہ پیسہ تھا وہ آدھا آدھا تقسیم کر دیا اور پھر آدھا حصہ لے کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلا گیا۔ اور دل میں خیال آنے لگا کہ آج وہ دن ہے کہ شاید میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نکل جاؤں۔ یہ جو جذبہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں ان سے آگے بڑھ جاؤں، یہ ہے "مسابقت الی الخیرات" کبھی ان کے دل میں یہ جذبہ پیدا نہیں ہوا کہ میں عثمان غنی رضؓ سے پیسے میں آگے بڑھ جاؤں، کبھی یہ جذبہ پیدا نہیں ہوا کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ کے پاس بہت پیسے ہیں، ان سے زیادہ پیسے مجھے حاصل ہو جائیں، لیکن یہ جذبہ پیدا ہوا کہ صدیق اکبر رضؓ کو اللہ تعالےٰ نے نیکی کا جو مقام بخشا ہے ان سے آگے بڑھ جاؤں۔ تھوڑی دیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور جو کچھ تھا حاضر کر دیا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

"اے عمر رضؓ! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟"

حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلے علیہ وسلم آدھا مال گھر والوں کے لیے چھوڑ دیا... آدھا لے آیا ہوں جہاد کے لیے اور جہاد کے لیے لے آیا ہوں۔"

اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر میں کیا چھوڑا؟ کہا۔

"یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں، جو کچھ گھر میں تھا سارا کا سارا سمیٹ کر یہاں لے آیا ہوں۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے پتہ چلا کہ میں چاہے ساری عمر کوشش کرتا رہوں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی الرخصۃ فی الرجل یخرج من مالہ، حدیث نمبر ۱۶۷۸)

ایک مثالی معاملہ

ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"آپ میرے ساتھ ایک معاملہ کریں تو میں بڑا احسان مند ہوں گا۔"

انہوں نے پوچھا۔

"کیا معاملہ؟"

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

"میری ساری عمر کی جتنی نیکیاں ہیں، جتنے اعمال صالحہ ہیں، وہ سب مجھ سے لے لیں، اور وہ ایک رات جو آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں گزاری، وہ مجھے دے دیں (یعنی وہ ایک رات جو آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں گزاری، وہ میرے اعمال پر بھاری ہے)۔"

غرض یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کو دیکھیں تو کہیں یہ بات نظر نہیں آتی کہ یہ سوچیں کہ فلاں کا مکان بڑا شاندار ہے، میرا بھی ویسا ہو جاتا فلاں کی سواری بہت اچھی ہے، ویسی مجھے بھی مل جاتی۔ لیکن اعمال صالحہ میں مسابقت نظر آتی ہے، اور آج ہمارا معاملہ بالکل الٹا چل رہا ہے۔ اعمال صالحہ میں آگے بڑھنے کی کوئی فکر نہیں اور مال کے اندر صبح سے لے کے شام تک دوڑ ہو رہی ہے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکریں ہیں۔

> "کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا ہے یہ بالکل ناواقفیت کی بات ہے۔ ایک شخص جس کا تمام عرصہ تو کیا عرب کی ریت تک سخت دشمن تھی تلوار سے اسلام کس طرح پھیلا سکتا تھا؟"
> (لکھنؤ کے ایک وکیل اسوناد ھم راد اپنے ایک مضمون میں)

نکہت خورشید نادر

میری بیٹی جاگے گی!

> ایک چھوٹی سی بچی جس نے تشکیل پاکستان کے بلاخیز حوادث میں آنکھ کھولی اور اعلیٰ قدروں کی آغوش میں تربیت حاصل کی، اس نے ماں کی حیثیت سے ایثار اور صبر و استقامت کی وہ مثال قائم کی ہے جو ہماری تہذیب کو مشکبار کیے رکھے گی۔

ٹپ سے دو آنسو نکہت کی آنکھوں سے نکلے اور لبنیٰ کے بے جان گالوں پر گرے لیکن ماں کے آنسوؤں کا لمس اتنا شدید ہوتا ہے کہ سوئی ہوئی بچی کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔ عین اسی لمحے میں کمرے میں داخل ہوئی۔ اتنے زیادہ برسوں میں یہ دو آنسو... مجھے حیرت ہوئی، خوشی بھی اور دکھ بھی۔ حیرت اس بات کی کہ آج کیا بات ہوئی جو اتنے برسوں کا دکھ سمٹ کر بہہ نکلا۔ دکھ اس بات کا کہ وہ کہاں تک خود کو دلاسے دیتی رہتی۔ آخر انسان تھی، کہاں تک برداشت کرتی، اور ان آنسوؤں سے یوں لگا جیسے نکہت کا وجود اندر سے گھل رہا ہے، پگھل رہا ہے، قطرہ قطرہ، اور کیا کوئی جان سکتا ہے کہ قطرہ قطرہ پگھلنا کس قدر جان لیوا اور اذیت ناک ہوتا ہے اور یہ دو قیمتی قطرے آخر کار بہہ نکلے گئے

لیکن خوشی اس بات کی تھی کہ ان کی گرمی سے لبنیٰ نے جو پچھلے تیرہ سال سے ڈاکٹروں کے بقول بے ہوش ہے، اضطراب ظاہر کیا اس سے ثابت ہوا کہ وہ مکمل بے ہوش نہیں بلکہ احساس کی چنگاری اس کے اندر کہیں موجود ہے۔

لبنیٰ طویل عرصے سے بستر پر لیٹی ہے طبی تشخیص کے مطابق وہ بے ہوش ہے، خود کروٹ نہیں بدل سکتی، ہاتھ پیر نہیں ہلا سکتی بول نہیں سکتی، سن نہیں سکتی اور محسوس نہیں کر سکتی، صرف آنکھیں کھول اور بند کر سکتی ہے، لیکن ان آنکھوں میں بھی پہچان کا شائبہ نہیں، گویا گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جس میں روح تو موجود ہے لیکن حرکت نہیں جس میں سانس کی آمد و رفت تو جاری ہے پر نشو و نما کی رفتار نہیں۔ میڈیکل سائنس میں یہ ایک عجوبہ ہے۔ کچھ سال پہلے یورپ کے کسی ملک کا ایسا ہی ایک کیس اخبار میں پڑھا جس میں ایک شخص کا حادثہ ہو گیا تھا اور وہ اسپتال میں ڈاکٹروں اور نرسوں کے رحم و کرم پر مسلسل پندرہ سال سے بے ہوش پڑا تھا پاکستان میں یہ اس نوعیت کا انوکھا کیس ہے۔

لبنیٰ اپنی ماں نکہت کو اتنی عزیز ہے کہ وہ ایک دن بھی اسے اپنے سے جدا کر کے اسپتال میں ڈاکٹروں اور نرسوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کو تیار نہیں اور تیرہ سال سے اپنی اس بیٹی کی خاطر گھر سے نہیں نکلتی۔ ان تیرہ برسوں میں وہ صرف دو بار لاہور سے کراچی گئی۔ ایک بار جب اس کے والد بیمار ہوئے جن کے گردے فیل ہو گئے تھے اس کے لیے بھی نکہت کی ممانی نے بلا کے مجبور کیا کہ والد کو دیکھ آئے۔ اس دوران وہ لبنیٰ کے پاس رہیں۔ اس دوران لبنیٰ کے اضطراب سے یہ پتہ چلا کہ اس نے ماں کی غیر موجودگی کو محسوس کیا ہے، اس کے لمس کی کمی کا احساس اسے ہوا اور اس کی آنکھ سے دو آنسو بھی نکلے مگر اس سے زیادہ نہیں۔ دوسری دفعہ نکہت صرف ایک دن کے لیے اپنے والد کی وفات پر لبنیٰ کو چھوڑ کر گئی۔ لبنیٰ کے بغیر ماں کو تو جیسے چین ہی نہیں، اپنی لبنیٰ کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا اس نے!

لبنیٰ اس وقت بائیس برس کی ہے لیکن اس کی جسامت، قد بت ۹ برس کے بچے جتنا ہے

جب کہ ذہن بالکل سلیٹ کی طرح صاف! تقریباً ۹ سال کی عمر میں وہ بے ہوش ہوئی تھی تو اس کی نشوونما وہیں رک گئی، ذہنی استعداد بالکل ختم ہو گئی، صرف سر کے بالوں اور دانتوں کی نشوونما ہوئی۔ ہر پندرہ بیس دن بعد اس کے سیاہ چمکدار بالوں کی حجامت بھی اس کی ماں خود بناتی ہے، لبنیٰ کچھ بھی نہیں کھا سکتی اسے زندہ رکھنے کے لیے ناک کے راستے ایک نالی اس کے معدے میں ڈال دی گئی ہے جس کے ذریعے نکہت مختلف وقفوں سے پانی، دودھ، سوپ، جوس وغیرہ سرنج کی مدد سے اس کے معدے میں انڈیلتی ہے، وہ تھکتی ہے نہ اکتاتی ہے اور نہ کسی سے کچھ کہتی ہے اس نے لبنیٰ کے لیے الگ سے ایک چھوٹا پلنگ بنا رکھا ہے جسے وہ غسل خانے میں رکھ کے بچی کو اس پر لٹاتی اور نہلاتی ہے گرمیوں میں ہر دوسرے تیسرے دن اسے نہلانا اور کپڑے بدلنا، سردیوں میں گرم گیلے تولیے سے اس کے جسم کو صاف کرنا، دن رات اس کے لنگوٹ بدلنا، پیشاب کے لیے نالی پاس کرنا، پیشاب کے غبارے صاف کرنا، ہر روز اس کا منھ ہاتھ دھونا، گوشت کے بے حس و حرکت لوتھڑے کے ساتھ یہ سب کچھ کرنا جس میں کوئی لچک نہیں، کوئی مضبوطی نہیں، بڑا مشکل اور کٹھن کام ہے لیکن نکہت کو یہ سب اب نہایت آسان لگتا ہے۔ ماں کا اولاد کو پالنا اس کے فرائض میں شامل ہے لیکن فرائض مجبوری بن جائیں تو زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور اگر فرائض لگن اور محبت بن جائیں تو زندگی خوشی اور عبادت میں بدل جاتی ہے۔

نکہت بھی اس وقت یہی سب کچھ کرنے میں مگن ہے اور لبنیٰ کو دیکھیں تو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ یہ بچی تیرہ سال سے بستر پر بے حس و حرکت پڑی ہے، لگتا ہے سوئی ہوئی ہے ابھی اٹھے گی، اور جب وہ آنکھیں کھولتی ہے تو لگتا ہے یہ سب کچھ سمجھ رہی ہے۔ اس کے پاس سے بو آتی ہے نہ کبھی اس کے کپڑے گندے نظر آئے، کبھی اس کے سر کے بال بے ہنگم یا بے ترتیب ہوئے نہ کبھی اس کے پاخانے سے بستر خراب ہوا اور یہ سب اس لیے کہ نکہت نے جس طرح اس کی نرسنگ کی ہے شاید فلورنس نائٹ انگیل کا خطاب بھی اس عظیم ماں کے لیے کم ہے۔ یہی نہیں اس کے دو بچے اور بھی ہیں۔ لبنیٰ سے چھوٹی بیٹی نے بی اے کا امتحان دیا ہے اور بیٹا نوید کمپیوٹر کورس کر رہا ہے۔ خاوند واپڈا میں ملازم ہے۔ ان سب کی خدمت اور ان کی ضروریات پوری کرنا اور گھر سنبھالنا نکہت ہی کی ذمہ داری ہے۔ اس کے مکان میں داخل ہوں تو محلے کا یہ گھر اپنے در و دیوار سے ایک نارمل اور انتہائی صاف ستھرا دکھائی دیتا ہے، مجال ہے جو تنکا بھی ادھر ادھر بکھرا ہو اور نہ عام گھروں میں کبھی اتنی صفائی نہیں دیکھی۔ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ اس گھر میں کوئی اتنی طویل بیماری والا مریض بھی موجود ہے اور نکہت سے ملیں تو پہلی ملاقات میں اس کی خوش گفتاری سے پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ عورت اپنے سینے میں کیسے کیسے دکھ سمیٹے ہوئے ہے۔ اپنی گفتگو، اپنے لباس سے وہ عام سی پڑھی لکھی عورت نظر آتی ہے، لیکن اس کی زندگی کی کتاب جوں جوں کھلتی جاتی ہے ہر صفحے پر ایک داستان رقم نظر آتی ہے جس میں رویوں کا تضاد بھی ہے رشتوں کی جنگ بھی اور عورت کی عظمت کی داستان بھی..... عورت جو ماں بھی ہے، بیٹی بھی، بیوی بھی اور بہن بھی! خدا کے نزدیک بھی عورت کا ماں کا روپ سب سے عظیم ہے وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے پیروں تلے جنت کی بشارت دی ہے تو شاید ممتا کا یہی جذبہ ہے جو ہمیں ہر ماں میں نظر آتا ہے۔

لبنیٰ چار سال کی تھی جب نکہت نے اسے اسکول میں داخل کروا دیا۔ کلاس میں بقول اس کی استانی کے "وہ سب سے ذہین اور پیاری بچی تھی۔" وہ پانچ سال کی ہوئی تو اچانک اسے دورے پڑنے لگے، وہ ایکدم بے ہوش ہو کر گر جاتی لیکن پھر خود ہی ہوش میں آجاتی ان دوروں کی نوعیت مرگی سے مختلف تھی، ڈاکٹروں کو بھی دکھایا لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ لبنیٰ کی استانی کو پتہ چلا تو وہ بھی بہت

حیران ہوئی کہ اتنی صحت مند بچی کو آخر ایسی بیماری کیوں لاحق ہوئی۔ بعض ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ ماں کی ذہنی حالت ان دنوں ٹھیک نہ رہی ہوگی جب بچہ پیٹ میں پل رہا تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ بعد کے حالات نے لبنیٰ کے ذہن پر اثر کیا۔ بہرحال آہستہ آہستہ معصوم بچی کی بیماری میں اضافہ ہوتا گیا۔ لبنیٰ چھ سال کی تھی جب نکہت کے بیٹا ہوا، وہ اس پر خوش ہوئی کہ خدا نے اسے بھی سسرال والوں کے سامنے سرخرو کیا، لبنیٰ کی عجیب غریب بیماری نے اگرچہ اسے بہت پریشان کر رکھا تھا لیکن بیٹے کی خوشی نے اسے مسرور کر دیا۔ لیکن پھر اس خوشی میں رخنہ پڑا۔ بیٹا بھی چار ماہ کا ہو کر بیمار پڑ گیا۔ اس کی گردن ٹھہرتی نہیں تھی۔ دماغی توازن بگڑتا گیا۔

نکہت نے ہمت نہ ہاری۔ بچوں کو بڑے بڑے ڈاکٹروں کو دکھایا۔ ڈاکٹر بشیر اور ڈاکٹر منور حیات کو بھی دکھایا لیکن کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ گوجرانوالا کسی ڈاکٹر کا پتہ چلا تو ڈیڑھ سال تک خود دونوں بیمار بچوں کو وہاں لے جاتی رہی۔ تعویذ اور عمل بھی کرائے لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔

آٹھ نو سال کی عمر میں لبنیٰ مستقل سکتے میں چلی گئی، ڈاکٹروں نے اسے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ جاگ نہ سکی۔ بیٹے کی خراب ذہنی حالت اور لبنیٰ کی بے ہوشی نے نکہت کے مسائل میں اور اضافہ کر دیا اس کا بیمار بیٹا ڈیڑھ سال کا ہو چکا تھا۔ لبنیٰ کی بے ہوشی کو چھ ماہ ہو چکے تھے جب اس کے ہاں ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ نکہت کی ریاضت میں اب دو بیمار بچے، دو نارمل بچے، جن میں چھوٹا نوید ابھی بہت چھوٹا تھا اور دیگر خانگی مسائل شامل تھے۔

نکہت کے والد ضیاء الرحمان صاحب کم و بیش "اردو ڈائجسٹ" کے منیجر کی حیثیت سے اس ماہنامے کی اشاعت بڑھانے میں کوشاں رہے تھے۔ اس ذمہ داری سے فارغ ہو کر اب وہ کراچی منتقل ہو چکے تھے، انھیں بیٹی کی پریشانیوں کا اندازہ تھا۔ کراچی میں انھوں نے ڈاکٹروں سے مشورہ کیے اور نکہت کو بلا بھیجا۔ وہاں ڈاکٹر جمعہ خاں کی بڑی شہرت تھی۔ دونوں بچوں کو اسے بھی دکھایا اور ان کا تجویز کردہ علاج ہونے لگا۔

نکہت چار سال کراچی میں رہی۔ یہاں اس کے دادا کو فالج ہوا تو ان کی صفائی، دواؤں اور کھانے پینے کا سب انتظام بھی اس نے اپنے سر لے لیا۔ چودہ مہینے دادا بستر پر رہے لیٹے لیٹے ان کے جسم پر بیڈ سور ہو گئے۔ ان کے زخموں کی صفائی کرنا، ان پر دوائی لگانا جب کہ بیٹی لبنیٰ بھی بستر پر پڑی تھی، اسے بھی کھانا پلانا، رفع حاجت کرانا، اور بیمار بیٹا اس کی صفائی ستھرائی، کھانا پینا، رفع حاجت کیا کوئی اتنی محبت اتنی توجہ سے تین تین مریضوں کی دیکھ بھال کر سکتا ہے؟ پھر سب سے چھوٹے بیٹے نوید کو دیکھ بھال کی الگ ضرورت تھی۔ نکہت شاید کبھی تنہائی میں تو آنسو بہا لیتی ہوگی، لیکن کسی کے سامنے اس نے کبھی اف تک نہ کی۔ آخر یہ کیسی ماں تھی جس کے دل میں بچوں اور بزرگوں دونوں کے لیے ممتا کا جذبہ تھا۔

چودہ مہینے بعد دادا وفات پا گئے، تاہم اس کے بچے لبنیٰ اور بیمار بیٹا جوں کے توں تھے کسی علاج سے کوئی فرق نہ پڑا۔ اپنے چاروں بچوں سے اس کی ہر خوشی شروع ہوتی اور انھیں پر ختم ہو جاتی۔

نکہت کو لبنیٰ کے پہلے دورے سے لے کر اب تک کا ایک ایک دن یاد ہے۔ کوئی ماں بھلا اپنے بچے کے بارے میں کب بھول سکتی ہے! اسے یاد ہے لبنیٰ جب پانچ سال کی تھی تو اسکول سے آئی تھی۔ نیوی بلیو نیوی بلیو سوئیٹر میں اس کے گلابی گال دمک رہے تھے کہ اچانک وہ گری اور بے ہوش ہو گئی۔ اسے بستر پر لٹایا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آ گیا۔ تین سال تک یہ دورے آہستہ آہستہ بڑھتے رہے اور پھر تقریباً ساڑھے آٹھ سال کی عمر میں لبنیٰ مکمل طور پر بے ہوش ہو گئی۔ اور ایسی ہوئی کہ آج تک ہوش میں نہیں آئی۔

دو معذور بچوں اور دو نارمل بچوں کو اس نے جس جرأت سے پالا، وہ کسی عظیم ماں ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ وہ کراچی میں کچھ عرصہ رہ کر واپس

لاہور آئی تو یہاں آتے ہی ۵ سالہ بڑا لڑکا جو ذہنی اور جسمانی طور پر معذور تھا انتقال کر گیا لیکن بیٹے کے دکھ نے اس کو لبنیٰ کے علاج اور دیکھ بھال سے غافل نہیں کیا۔

لبنیٰ ۱۲ر جون ۱۹۸۲ سے اسی طرح بے ہوش پڑی ہے۔ ڈاکٹروں کو اس کے ٹھیک ہونے کی کوئی امید نہیں، لیکن نکہت کا ایمان ہے، ان اللہ علی کل شئی قدیر اس کا کہنا ہے اللہ مردوں میں جان ڈال سکتا ہے تو میری بیٹی تو زندہ ہے، یہ ضرور ایک دن اٹھے گی۔

معلوم نہیں اس عظیم ماں میں وہ کون سی جناتی قوت برداشت ہے کہ سب کچھ سہ کر بھی وہ اندر سے تلخ نہیں ہوئی۔ آج بھی گھر میں آنے والے ہر فرد کا پرتپاک اور مطمئن انداز میں استقبال کرتی ہے۔ اسے لبنیٰ کے ٹھیک ہو جانے کے بارے میں اتنا ہی یقین ہے جتنا خود اپنے زندہ ہونے کا۔ مسلسل بستر پر لیٹنے کے باوجود لبنیٰ کو بیڈ سور نہیں ہوئے تھے لیکن پچھلے چھ ماہ سے اسے یہ بھی ہونے لگے ہیں، تاہم نکہت اسے اس طرح صاف ستھرا رکھتی ہے کہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا یہ بچی گزشتہ ۱۳ سال سے بستر پر پڑی ہے۔

نکہت نے منہ دوسری طرف کر کے آنچل سے آنسو صاف کیے اور لبنیٰ کی ناک میں لگی نالی کے اندر سرنج سے سوپ انڈیلنے لگی۔ وہ اس کام میں اتنی مگن تھی کہ اسے پتہ ہی نہ چلا کر پیچھے کوئی ہے۔ میں بھی فوراً ہی باہر آ گئی کہ اس عظیم ماں کا اتنے برسوں کا بھرم اس کی "بکل" ہی میں چھپ جائے، اور اسی لیے وہ ایک بہادر اور عظیم ماں ہے۔

بقیہ: سوڈان میں امریکی

طور پر نبھایا جانا چاہیئے۔

واشنگٹن کو اس امر پر شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ سوڈان کو اس علاقے میں ایک خاص حیثیت اور اہمیت حاصل ہے اور اس تمام تفصیل سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ دراصل امریکا سوڈان میں اسلام کی طرف بڑھتا ہوا ٹھوس رجحان برداشت نہیں کر پا رہا اور کسی نہ کسی حربے سے خواہ وہ معاشی امداد کی فراہمی معطل کرنے کی صورت میں ہو یا آئی ایم ایف میں ووٹ دینے کے حق سے معطلی ہو یا سوڈان پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام ہو۔ اس عمل کو رد کر دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ حالیہ دور میں امریکا مسلم بنیاد پرستوں کی اصطلاح کو منفی ہتھکنڈوں سے استعمال کر کے مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کر دینے کے درپے رہا ہے تاکہ وہ مضبوط ہو کر اپنے دفاع کے لیے متحد نہ ہو سکیں اور امریکا کی سپر ایمپائر قائم و دائم رہے چونکہ سوڈان مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے اسلیے امریکا اسے زچ کرنے کیلئے ہر ممکن کوششیں کر رہا ہے امید ہے کہ سوڈان اس بحران سے نکل جائے گا

فراقِ مدینہ

ہاجرہ ۔۔۔ شاداب کالونی، لکھنؤ

رب کے گھر کا وصال مت پوچھو
نقطۂ انفصال مت پوچھو
حرمِ کعبہ تیری جدائی میں
دل ہوا خستہ حال مت پوچھو
میں نے جب سے مدینہ چھوڑا ہے
میرا حزن و ملال مت پوچھو
رنگ و رعنائیاں مدینہ کی
ہیں مسلسل جمال مت پوچھو
ریاض الجنہ و روضۂ عالی
کوئی اس کی مثال مت پوچھو
ہر طرف رحمتوں کی بارش ہے
رحمتِ ذو الجلال مت پوچھو
دل کھنچا جاتا ہے اسی جانب
کیا کہوں اپنا حال مت پوچھو
جب چلی چھوڑ کر شہرِ طیبہ
دل کی الجھن کا حال مت پوچھو
میرے احوال پوچھنے والو
مجھ سے خود میرا حال مت پوچھو
دل میں کعبہ بسائے بیٹھی ہوں
اور طیبہ کا خیال مت پوچھو
کس کو بتلاؤں میں حالِ دلِ زریں
دلِ مضطر کا حال مت پوچھو

مولانا عبدالغفار حسن صاحب

مسلم خواتین کے بنیادی اوصاف

عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلمات مومنات قانتات تائبات عٰبدات سائحات ثیبٰت وابکارا (سورۃ تحریم)

اگر نبی تم سب کو چھوڑ دے تو توقع ہے اس کا رب بدلے میں دے دے اس کو عورتیں تم سے بہتر، اسلام و ایمان والیاں، خدا کی طرف یکسو ہونے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزے دار، بیاہی ہوئی اور بے بیاہی۔

اس آیت میں نیک بیویوں کے چند اخلاقی اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

۱. مسلمات: اسلام والیاں یعنی جنھوں نے اپنی پوری زندگی خدا کی مرضی کے تابع کر دی ہو۔

۲. مومنات: ایمان والیاں یعنی جن کے دل یقین کی دولت سے بھرپور ہیں۔ خدا کی ذات، صفات، فرشتوں، رسولوں اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں۔

۳. قانتات: یعنی جو عبادات کو یکسوئی اور دل کی توجہ کے ساتھ ادا کرتی ہیں۔ قنوت کے دوسرے معنی نماز میں قیام کے بھی لیے گئے ہیں۔

۴. تائبات: توبہ کرنے والیاں۔ یعنی وہ اپنی عبادت اور خشوع خضوع کی بنا پر زہد و تقویٰ کے فریب میں مبتلا نہیں ہوتیں بلکہ ان کو ہر آن اپنی لغزشوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کا احساس رہتا ہے اور خدا کے حضور توبہ و استغفار کے ذریعے معافی چاہتی رہتی ہیں۔

۵. عابدات: عبادت کرنے والیاں۔ یعنی جو اپنی زندگی اور غلامی کا اعتراف کرتے ہوئے عبودیت کے تقاضوں کو پورا کر رہی ہیں۔

۶. سائحات: روزے دار۔ سائحات کی تفسیر میں مفسرین سے کئی معنی منقول ہیں۔ ان میں زیادہ مناسب روزے دار کے معنی ہیں۔ اس آیت میں اس سے پہلے قانتات سے نماز کی طرف اشارہ تھا اب سائحات سے روزے کی اہمیت بتائی گئی ہے۔ اس آیت میں ایک مسلم خاتون اور نیک بیوی میں جو بنیادی اوصاف پائے جانے ضروری ہیں ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین والصدقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحافظات والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ و اجرا عظیما۔ (سورۃ احزاب)

بلا شبہ مسلم مرد اور مسلم خواتین، مومن مرد اور مومن خواتین، خدا کی طرف متوجہ ہونے والے مرد اور متوجہ ہونے والی خواتین، راست باز مرد اور راست باز خواتین، صبر والے مرد اور صبر والی خواتین، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی خواتین، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں، عصمت کے محافظ مرد اور عصمت کی محافظ عورتیں، اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت کا سامان اور اجر عظیم تیار کیا ہوا ہے

اس آیت میں مردوں کے پہلو بہ پہلو نیک خواتین کے دس اوصاف بیان کیے گئے ہیں

(۱) مسلمات (۲) مومنات (۳) قانتات

۴. صادقات: راست باز یعنی انھوں نے اپنے رب سے وفاداری کا جو عہد کیا ہے اور

بندوں سے انھوں نے جو معاملات میں وعدے کیے ہیں ان سب میں وہ راست بازی اور سچائی پر کاربند رہتی ہیں۔

۵۔ صابرات: صبر والیاں یعنی خدا کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوئے جو بھی مصیبت آتی ہے اسے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لیتی ہیں۔ حالات کتنے ہی ناموافق ہوں اور ماحول کتنا ہی ناسازگار ہو لیکن وہ اپنی زبان، جذبات اور غصہ پر قابو رکھتی ہیں۔

۶۔ خاشعات: خشوع والیاں یعنی جن کی زندگی خاکساری اور تواضع کا نمونہ ہے اور ان کی عبادت میں بھی عاجزی و فروتنی پائی جاتی ہے۔

۷۔ متصدقات: صدقہ دینے والیاں یعنی ان کا دل بخل اور حرص جیسے گندے اخلاق سے پاک ہے۔ سخاوت و فیاضی سے ان کی زندگی آراستہ ہے۔ خدا کے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنا ان کے لیے باعث فرحت اور خلق خدا کی خدمت میں مال لٹانا ان کے لیے موجب راحت ہے۔

۸۔ صائمات: روزے دار۔ خواہشات اور جذبات کو قابو میں رکھنے میں روزے کا نمایاں مقام ہے، اس لیے یہاں اس کا ذکر زیادہ مناسب ہے۔

۹۔ حافظات: اپنی عصمت کی محافظ۔ عفت و پاک دامنی انسانیت کا جوہر ہے خصوصاً صنف نازک کے لیے تو یہ زندگی کا بنیادی سرمایہ ہے اس کے بغیر تو ایک عورت بے آب موتی کی سی بھی وقعت نہیں رکھتی۔

۱۰۔ ذاکرات: اللہ کو یاد کرنے والیاں۔ یعنی جن کا دل بھی خدا کی یاد سے معمور رہتا ہے اور جن کی زبان بھی خدا کے ذکر سے تر رہتی ہے۔

مذکورہ بالا دس اوصاف میں کمی آئے یا کوتاہی ہو تو اللہ کے ذکر سے اس کی تلافی کی جا سکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ لوہے کی طرح دل بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا ان کی صفائی کیسے ہو سکتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تلاوت قرآن اور موت کو زیادہ یاد کرنے سے۔

یاایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیاة الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا، وان کنتن تردن اللہ ورسوله والدار الاخرة فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا
(الاحزاب)

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے، اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ سامان دے دلا کر خوشگوار طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ، اس کے رسولؐ اور دار آخرت کی آرزومند ہو تو یاد رکھو کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک کردار خواتین کے لیے (اپنے ہاں) بڑا اجر و ثواب تیار کیا ہوا ہے۔

نزول آیت کا پس منظر

حدیث کی مشہور کتاب مسند احمد میں ایک طویل روایت ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات کی طرف سے نان نفقہ کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی اس معاملہ میں دخل دیتے ہوئے اپنی صاحبزادیوں (حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ) کو سرزنش کرنی پڑی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا مطالبہ نہ کیا جائے جس کے آپؐ متحمل نہیں ہو سکے۔

اس موقع پر یہ (مذکورہ بالا آیات) نازل ہوئیں۔ صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہؓ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے نزول کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

انی اذکر لک امرا ما احب ان تعجلی فیه حتی تستامری ابویک، قالت وما هو قال فتلا علیها یاایها النبی قل لازواجک الایة قالت عائشة افیک استامر ابوی بل اختار اللہ ورسوله اسالک ان لا تذکر لامراة من نسائک ما اخترت فقال صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ لم یبعثنی معنفا، ولکن بعثنی معلما میسرا لا تسالنی امراة منهن عما اخترت الا اخبرتها۔

(اسی سے تقریباً ملتی جلتی روایت صحیح بخاری میں ہے)

یعنی آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں (لیکن ساتھ ہی) میں نہیں چاہتا کہ تم جلد بازی سے کام لو، تاوقتیکہ اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو، حضرت عائشہؓ نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟

آپؐ نے یہ (مذکورہ بالا) آیات تلاوت فرمائیں حضرت عائشہؓ نے کہا کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے

کہ میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ (میرا ایک ہی جواب ہے) میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند رکھتی ہوں۔ ساتھ ہی میری گزارش ہے کہ میرے اس اختیار و پسندیدگی کا تذکرہ باقی ازواج مطہرات کے سامنے نہ فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا، ایسا نہیں ہو سکتا، مجھے اللہ تعالیٰ نے سخت خو بنا کر نہیں بھیجا ہے بلکہ مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو سہولت و آسانی کی راہیں ہموار کرنے والا ہو۔ مجھ سے جس بیوی نے بھی تمھارے طرز عمل کے بارے میں سوال کیا میں اسے صاف صاف بتا دوں گا۔

ان آیات اور حدیث کے مطالعہ سے معیاری خاتون کے چند نمایاں اوصاف سامنے آتے ہیں۔

۱۔ ایک بلند کردار معیاری خاتون کی نگاہ میں دنیاوی آرائش و زیبائش اور تکلفات کے مقابلہ میں اللہ اور رسولؐ کی خوشنودی اور آخرت کی فلاح و کامرانی مقدم ہوتی ہے۔

۲۔ ایک نیک، پاک سیرت خاتون دوسری خوشحال عورتوں کی ریس میں یا اپنی برتری کا مظاہرہ کرنے کے لیے شوہر کی بساط سے زیادہ مطالبات کی بھرمار نہیں کرتی بلکہ وہ نہایت قناعت پسند اور وفا شعار ہوتی ہے کہ شوہر سے نیک کاموں میں تعاون کرتے ہوئے اپنے ذرائع آمدنی کے مطابق کفایت شعاری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سادہ زندگی گزارنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتی ہے، یہی وہ خاتون ہے جس کے بارے میں ایک حدیث ہے خیر متاع الدنیا المرءة الصالحة متاع دنیا میں سے بہترین شے نیک کردار صالح بیوی ہے۔

ساتھ ہی اس روایت سے مثالی شوہر کا ایک اعلیٰ کردار نمایاں ہوتا ہے۔ مثالی شوہر اپنی بیوی سے جھوٹے وعدے نہیں کرتا گول مول باتیں نہیں بناتا بلکہ اصل صورت حال بیوی کے سامنے پوری وضاحت اور سچائی کے ساتھ رکھ دیتا ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحة
(صحیح مسلم)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ایک متاع (سامان زیست) ہے اور دنیاوی زندگی کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

تشریح

صالح معاشرہ، میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات اور گھر والوں کی صلاحیت پسندانہ زندگی ہی سے وجود میں آتا ہے اس لیے نیک بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا گیا ہے۔

اگر عورت صلاحیت و نجابت کے جوہر سے محروم ہو تو نہ اچھا خاندان وجود میں آ سکتا ہے اور نہ صالح معاشرہ کی تشکیل ہو سکتی ہے

نیک عورت کی صفات کیا ہیں؟

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المرأة اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة شاءت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت جب پانچ وقت نماز کی پابند ہو، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی محافظ ہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو پھر جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتی ہے۔

اسلامی تعلیمات عبادت خالق اور خدمات مخلوق پر مشتمل ہیں۔ پہلے دو فقروں میں عبادت خالق کے دو بنیادی مظاہر (نماز روزہ) بیان کیے گئے ہیں اور چوتھے فقرے میں خدمت خلق کی ایک ضروری شکل یعنی اطاعت شوہر کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک خاتون کی اجتماعی زندگی میں شوہر کی خدمت و اطاعت ایک اہم حیثیت رکھتی ہے۔

ان دونوں کے درمیان تیسرے جملے کے ذریعہ عفت و پاک دامنی پر ابھارا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ تو عبادت خالق میں لطف آ سکتا ہے اور نہ ہی اطاعت شوہر کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

محترم، مراد احمد دانش متعلم جامعہ فاروقیہ کراچی

دعا مومن کا ہتھیار

صحرائے حجاز کی تپتی ہوئی دھوپ میں گرم ریت جو ہواؤں کے دوش بدوش گزرے ہوئے قافلوں کے آثار کو مٹا رہی تھی ایک شتر سوار جس کے چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں ہیں جس کے بالوں میں گرد کی موٹی تہیں جمی ہوئی ہیں زبان پر ذکر اللہ کی تسبیح سجائے ہوئے خوف وخطر سے مستغنی اللہ پر توکل کرتے ہوئے سامان تجارت کے ہمراہ اپنی منزل مقصود کی طرف گامزن ہے۔

دریں اثنا عقب سے کوئی شخص ندا دیتا ہے ٹھہر جاؤ، مسافر ٹھہر جاتا ہے۔ قریب آتے ہی وہ شخص قتل کا قصد کرتا ہے مسافر نے کہا تو محض ایک چور ہے اور چور کو مال سے دلچسپی ہوتی ہے لہٰذا تو میرا مال پکڑ اور مجھے چھوڑ۔ چور نے کہا کہ مال تو میرا ہے ہی مگر جان لیے بغیر نہ چھوڑوں گا۔

مسافر نے جب دیکھا کہ موت یقینی ہے تو اس نے چور سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگی۔ چور نے کہا جو چاہے سو کر۔ مسافر نے اطمینان کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا کی۔

یاودود یاودود یاذالعرش المجید یامبدی یا معید یا فعالٌ لمایرید اسئلک بنور وجھک الذی ملاءارکان عرشک و اسالک بقدرتک التی قدرت بھا علی جمیع خلقک واسئلک برحمتک التی وسعت کلّ شی لاالہ الاّ انت یا مغیث اغثنی۔ یا مغیث اغثنی یا مغیث اغثنی(ط)

ترجمہ: اے بہت زیادہ محبت کرنے والے، اے بہت زیادہ محبت کرنے والے، اے صاحب عرش بزرگی والے، اے پہلی بار پیدا کرنے والے، اے دوبارہ لوٹانے والے اے جو چاہے سو کرنے والے، میں سوال کرتا ہوں تیرے اس نور کے واسطے سے جس نے بھر دیا ہے ارکان عرش کو، اور میں سوال کرتا ہوں تیری اس قدرت کے واسطے سے جو قادر ہے تمام مخلوقات پر اور میں سوال کرتا ہوں تیری رحمت کے واسطے سے جو پھیلی ہوئی ہے تمام اشیاء پر، نہیں کوئی معبود عبادت کے لائق مگر تو، اے مدد کرنے والے میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے میری مدد فرما۔

مسافر ابھی دعا سے فارغ ہی نہیں ہوا تھا کہ یکایک کہیں سے ایک شہسوار نیزہ لیے ہوئے نمودار ہوا۔ اس نے دور سے چور پر ایک نیزہ پھینکا جو اس کی موت کا سبب بنا اس کے بعد شہسوار مسافر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں اور تیری فریاد پر اللہ کے حکم سے تیری مدد کے لیے آیا ہوں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

جب یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پوری روداد سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لقنک اللہ اسماء الحسنیٰ التی اذا دعی بھا اجاب و اذا سئل بھا اعطیٰ

ترجمہ، تلقین کیے ہیں آپ کو اللہ نے اپنے بہترین نام جب پکارے جائیں دعا ہے، قبول کیا جاتا ہے اور جب، سوال کیا جائے اس سے تو وہ عطا کرتا ہے' اس واقعہ کا ذکر کرنے سے کوئی قصہ کہانی یا افسانہ سنانا

مطلوب نہیں بلکہ اس واقعہ سے اللہ پاک کے ایک خاص امر کی طرف اشارہ ہے جسے اللہ پاک نے قرآن کریم میں بڑے پیارے انداز میں ذکر فرمایا۔

قال ربکم ادعونی استجب لکم (ط)

کہا تمہارے پروردگار نے دعا کرو مجھ سے میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

اسی دعا کے متعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعا سلاح المومن دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ مذکورہ واقعہ کے بعد اس حدیث کی تشریح کی ضرورت نہیں کہ کس طرح مسافر نے دعا کو ہتھیار بنا کر چور کا مقابلہ کیا۔

لغت میں دعا کے معنی ہیں پکارنا، بلانا درخواست کرنا۔

اصطلاح شرع میں دعا کہتے ہیں ہر وہ قول جس کے ذریعے سے خدائے وحدہٗ لاشریک کو پکارا جائے درخواست کی جائے اور مشکل وقت میں اس سے مدد طلب کی جائے دعا کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دردمندانہ اپیل ہے جو تکلیف کے وقت دل سے نکلتی ہے۔ جب انسان اپنی تمام کوششوں اور محنتوں سے عاجز آجاتا ہے بے اختیار خدا کے حضور جھک کر عرض ومعروض کرتا ہے۔

پھر دعا کے فوائد کسی بشر سے پوشیدہ نہیں!

(اول) یہ کہ دعا سے کمزور تدبیریں مضبوط ہو جاتی ہیں۔

(دوم) یہ کہ یہ بے سہاروں کا سہارا ہے۔

(سوم) یہ کہ اس دعا سے اللہ کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے پھر سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ روز محشر طالب دعا عذر خواہ ہوگا اور سوال کرنے پر کہے گا کہ فلاں کام کی کامیابی کے لیے میں نے اپنی کی سعی کوشش کی تھی اور تیرے سامنے دست بہ دعا ہوا تھا اللہ پاک نے جگہ جگہ قرآن پاک میں دعا کی احادیث پر زور دیا ہے چنانچہ سورۃ المومن میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ غیروں کو حوائج کے لیے مت پکارو بلکہ مجھ کو پکارو میں بااستثنا نامناسب معروض تمہاری ہر درخواست قبول کروں گا دعا کے متعلق آیات قرآنی فیکشف ما تدعون الیہ انشاء کا بھی یہی مطلب ہے کہ نامناسب دعا درخواست کو رد کیا جائے گا۔ جو لوگ (صرف) میری عبادت سے (جس میں مجھ سے دعا مانگنا بھی داخل ہے سرتابی کرتے ہیں (اور غیروں کو پکارتے ہیں) اور ان کی عبادت کرتے ہیں (حاصل یہ ہوا کہ جو لوگ توحید سے اعراض کر کے شرک کرتے ہیں) وہ عنقریب ذلیل ہو کے جہنم میں داخل ہوں گے۔"

(معارف القرآن جلد ہفتم ص ۶۰۹ سورۃ المومن رکوع ۶) اس آیت میں اللہ پاک نے دعا کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

کتاب اللہ میں لفظ دعا اور لفظ عبادت بکثرت آئے ہیں ہر ایک کا الگ مفہوم ہے دعا کا مفہوم اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارنا اور عبادت کا مفہوم نہایت عجز وانکساری سے خدا کے آگے جھکنا ہے دیکھا جائے تو دعا بھی اسی عاجزی وانکساری سے جھکنے کا نام ہے۔ بالفاظ دیگر انسان فعلاً جس کے آگے جھکتا ہے اور انتہا درجے کی عاجزی کرتا ہے قولاً اسی سے اپنی حاجتوں کو طلب کرتا ہے۔

گویا اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ کو بجائے روگردانی اور اکڑنے کے قولاً وفعلاً خدا ہی کا محتاج اور اسی سے حاجت کا طلب گار ہونا چاہیے۔ یہی خدا کا حکم ہے اور اسی میں بندگان خدا کی عزت اور عظمت ہے اور ایک جگہ اللہ پاک نے فرمایا:

واذا سئلک عبادی عنّی فانّی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعانِ فلیستجیبو الی ولیؤمنوابی لعلھم یرشدون(ط) سورہ بقرہ آیت ۱۸۶۔

ترجمہ: اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں منظور کر لیتا ہوں عرضی، درخواست

کرنے والے کی۔ جب کہ وہ میرے حضور درخواست کرے تو ان کو چاہیے کہ میرے احکام قبول کیا کریں اور مجھ پر یقین رکھیں شاید کہ وہ کامیابی پائیں۔

تشریح و تفسیر: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح سے بیان فرماتے ہیں" آپ سے میرے بندے میرے (قرب اور بعد کے) متعلق دریافت کریں تو (آپ میری طرف سے ان سے فرما دیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں (اور باستثناء نامناسب درخواست کے) منظور کر لیتا ہوں (ہر) عرضی درخواست کرنے والے کی جب کہ وہ میرے حضور میں درخواست دے سو (جس طرح میں ان کی عرض و معروض کو منظور کر لیتا ہوں) ان کو چاہیے کہ میرے احکام کو (بجا آوری کے ساتھ) قبول کیا کریں (اور چونکہ ان احکام میں کوئی حکم نامناسب نہیں اس لیے اس میں استثناء ممکن نہیں) اور مجھ پر یقین رکھیں (میری ہستی پر بھی میرے حاکم ہونے پر بھی میرے حکیم ہونے اور رعایت مصالح پر بھی اس طرح) امید ہے کہ وہ لوگ رشد (فلاح) حاصل کر سکیں گے۔

فائدہ میں حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے جو فرمایا کہ دریافت کریں تو اصل میں ایک شخص نے دریافت کیا تھا اللہ پاک ہم سے قریب ہیں یا دور؟ تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور میں نے جو استثنا کی قید لگائی اس سے وہ مشہور وسوسہ اجابت دعا کے متعلق رفع کیا کہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی حاصل جواب یہ ہے کہ وہ دعا اس شخص کے مناسب حال نہیں ہوتی اور یہ ضروری نہیں کہ جو چیز نامناسب ہو اس کی اطلاع بھی اس شخص کو دی جائے۔"

(بیان القرآن ج ا ص ۱۰۵) سابقہ امتوں کو یہ فضیلت میسر نہیں تھی کہ وہ براہ راست دعا مانگ سکیں بہ نسبت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔ اگر ان میں سے کسی کو کوئی حاجت ہوتی وہ اپنے وقت کے نبی سے کہتے اور نبی خدا سے کہتے پھر اللہ پاک ان کی حاجتوں کو سنتے تھے اور فیصلہ فرماتے تھے کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل جو امتیں تھیں صرف ان کے انبیاء کو خدا سے مانگنے کا حکم تھا۔

اس بات کی تائید حضرت علامہ شاہ عبدالعزیزؒ کی اس روایت سے ہوتی ہے۔

سعد بن منصور اور عدی بن حاتم نے کعب سے روایات نقل کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی عطا فرمائی ہیں جو سابقہ امتوں کو میسر نہیں ہوئیں (۱) ہر نبی کو منجانب اللہ حکم ہوتا تھا کہ تم لوگوں تک میرا احکام پہنچاتے رہو تم پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو گی (۲) ہر نبی قیامت کے دن اپنی امت کے حق میں گواہ ہوگا۔ بخلاف امت محمدیہ کے کہ اس کے سب افراد دوسری امتوں کے حق میں بھی گواہ ہوں گے (۳) پہلے زمانے میں صرف انبیاء کو حکم ہوتا تھا کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا لیکن امت محمدیہ کے کل کے کل افراد کو حکم عام ہے کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔

جس طرح قرآن کریم میں اللہ پاک نے جگہ جگہ دعا کے متعلق ذکر فرمایا ہے اسی طرح احادیث میں بھی دعا کی فضیلت کثرت سے آئی ہے لیکن ثبوت مدعی کے لیے طوالت کے خوف سے صرف چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الدعاء سلاح المؤمن وعمادالدین ونورالسموات والارض (مستدرک حاکم ج ا ص ۴۹۲)

حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے:

اس طرح سمجھیے کہ دعا بیشک دین کا ستون ہے آسمان و زمین کا نور ہے اور مومن کا ہتھیار ہے لیکن قبولیت دعا کے لیے کچھ آداب و شرائط بھی ہیں جن کی رعایت کے بغیر دعا صورتاً تو ہتھیار ہوگی لیکن حقیقتاً بے اثر ہوگی جیسے کوئی شخص بندوق کا تو مالک ہے لیکن اسے بندوق چلانے کا سلیقہ نہیں معلوم ہو تو وہ شیر تو کیا چوہے

کا بھی شکار نہیں کر سکتا اور اگر وہ بندوق چلانے کا ماہر ہو تو اڑتے پرندے اور وحشی درندے بھی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ بالکل اسی طرح سے اگر دعا آداب و شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے مانگی جائے تو بڑی سے بڑی مصیبت و پریشانی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالیؓ نہ رہی
رہ گیا فلسفہ تلقین غزالیؒ نہ رہی

دعا کے آداب مختلف حدیثوں میں مختلف درجوں سے وارد ہوئے ہیں۔ کچھ آداب رکنیت کے درجے کے ہیں کچھ شرط کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دوران دعا کچھ اعمال مستحب اور کچھ مکروہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(الف) آداب دعا میں جن چیزوں کو رکنیت حاصل ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) اللہ جل شانہ کے لیے اخلاص رکن ہے۔

(۲) پورے یقین کے ساتھ قطعی طور پر دعا مانگتا (کہ اللہ تعالیٰ دعا کو یقیناً قبول کرتے ہیں) اور میں بغیر کسی تذبذب و تردد کے دعا مانگتا ہوں نیز اپنی دعا کو اپنی طرف سے کسی چیز کی طرف موقوف بھی نہ کرے مثلاً" یہ نہ کہے تو بڑا ہے تو میرا قرض ادا کر دے بلکہ اس طرح دعا مانگیں کہ الٰہی تو میرا قرض ادا کر دے۔

(۳) دل کی گہرائی سے پوری کوشش و محنت سے دعا مانگے اور دل دعا کی طرف پوری طرح متوجہ ہو اور اللہ سے پورا حسن ظن رکھے۔

(ب) جن چیزوں کو آداب دعا میں شرط کا درجہ قرار دیا گیا وہ یہ ہیں۔

(۱) کھانے پینے پہننے اور کمانے میں حرام سے بچنا شرط ہے۔

(۲) کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔

(۳) جو چیز روز ازل سے مقرر ہو چکی ہے اس کے خلاف دعا نہ کرے مثلاً" کوئی یہ دعا کرے کہ اللہ مجھے مرد سے عورت بنا دے وغیرہ۔

(۴) دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے کہ کسی ناممکن اور محال امر کی دعا مانگے۔

(۵) دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرے کہ میں نے دعا کی ابھی تک قبول نہیں ہوئی۔

(ج) آداب دعا میں مستحبات یہ ہیں۔

(۱) دعا مانگنے سے قبل کوئی نیک کام کرے مثلاً صدقہ یا نماز حاجت وغیرہ پڑھے۔

(۲) نجاست گندگی غلاظت وغیرہ سے پاک ہو کر وضو کر کے قبلہ رخ ہو کر دو زانو ہو کر دعا کرے۔

(۳) دعا سے پہلے خدا کی حمد و ثنا کرے اور درود و سلام رسول اللہ پر بھیجے۔

(۴) سائل کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر عاجزی و انکساری کے ساتھ گڑگڑا کر اور اللہ کے اسماء حسنیٰ اور اعلیٰ صفات کا واسطہ دے کر دعا کرے۔

(۵) دعا میں آواز کو پست کرے اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور اپنی ذات سے شروع کرکے اپنے والدین اور تمام دینی بھائیوں کے لیے درجہ بدرجہ دعا مانگے۔

(۶) ایک ہی مقصد کے لیے بار بار یا کم سے کم تین دفعہ مانگے۔

(۷) دُعا مانگنے اور سننے والا دونوں آمین کہیں اور دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(د) مکروہات دعا:۔

(۱) دعا کے اندر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا قافیہ بندی کرنا نغمہ سرائی کرنا بہ تکلف خوش الحانی اختیار کرنا مکروہ ہے۔

(۲) اصرار کرنا (کہ تو ضرور میری دعا کو قبول کر) یا اللہ کی رحمت میں تنگی کرنا یعنی تو میری دعا قبول کر کسی اور کی دعا قبول نہ کر اس کے علاوہ جن اوقات میں دعا سود مند ہوتی ہے یعنی اللہ کی رحمت زیادہ متوجہ ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) یوم عرفہ کا پورا دن (۲) رمضان المبارک کا پورا مہینہ (۳) شب جمعہ (۴) وقت سحر (بحوالہ حصن حصین)

وہ اوقات جن میں حتی الامکان دعا قبول ہوتی ہے

(۱) تلاوت کے بعد (۲) اذان کے بعد (۳) دینی اجتماعات اور ذکر کی مجالس کے بعد (۴) آب زمزم پیتے وقت (۵) مرتے وقت (حصن حصین)

وہ لوگ جن کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں

(۱) مجبور لاچار بے بس لوگ (۲) مظلوم لوگ

(۳) امام عادل (۴) نیک صالح شخص (۵) باپ کی دعا اولاد کے حق میں (۶) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کی دعا (۷) مسافر روزے دار کی دعا (۸) حاجی کی دعا جب تک وہ گھر نہ پہنچ جائے (۹) ایک مسلمان کی دعا دوسرے مسلمان کے حق میں اس کی پیٹھ پیچھے۔ (۱۰) ان لوگوں کی دعا جو اللہ کی راہ میں ہوں

(حصن حصین)

(۲) عن انس رضی الله عنہ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم الدعاء مخ العبادۃ۔ (کذافی المشکوۃ ص ۱۹۴)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔

حضرت ملا علی قاریؒ حدیث بالا کی توضیح اس طرح فرماتے ہیں کہ دراصل عبادت کا مقصود ہی دعا ہے کیونکہ دعا عبادتوں کا خلاصہ ہے جیسے انسان کی حقیقت بغیر مغز کے ادھوری ہے ایسے ہی عبادت دعا کے بغیر ادھوری ہے لہٰذا عبادت بھی خدا کے لیے ہو اور دعا بھی اگر کوئی عبادت خدا کی کرتا ہو مگر حضور قلب سے خدا سے دعا کا قائل نہ ہو یا عامل نہ ہو تو بظاہر تو یہ عبادت ہوگی مگر حقیقت میں مغز سے خالی ہوگی۔

(۳) عن النعمان بن بشیر رضی الله عنہ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم الدعاء ھوالعبادۃ (کذافی المشکوۃ ص ۱۹۴۔)

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت ہے۔

اس حدیث میں دعا مانگنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے جس کی بظاہر چند وجوہ ہیں (۱) دعا کرنا جب عبادت ہے تو پھر یہ حکم خداوندی ہے اور حکم خداوندی کی تعمیل عین عبادت ہے (۲) ممکن ہے مبالغہ دعا کو عبادت قرار دیا ہو اس لیے دعا تو ہر حال میں عبادت ہے قبول ہو یا نہ ہو (۳) عبادت کی حقیقت ہے عجز و انکساری سے خدا کے آگے جھکنا۔ دیکھا جائے تو دعا کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خدا کو کارساز و مربی عالم یقین کرتے ہوئے اپنی حاجتیں اسی سے مانگنا۔ بہر حال وجہ جو بھی ہو اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ دعا اور عبادت دراصل ایک ہے یعنی جس طرح خدائے وحدہٗ کے سوا کسی کی عبادت صحیح نہیں اسی طرح اس لائق بھی کوئی نہیں کہ اس کے سوا کسی سے اپنی حاجت کی درخواست کی جائے۔ مثال کے طور پر کسی قبر والے سے مانگنا' نذر و نیاز کرنا' پھول یا چادر وغیرہ چڑھانا اس نیت سے کہ یہ ہماری حاجتوں کو پورا کرنے والے ہیں یا ہمیں اللہ سے قریب کرنے والے ہیں۔

(۴) عن ابی ہریرۃ قال۔ قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم، من لایدعو الله یغضب علیہ/۴۹۱ مستدرک حاکم(ج ا ص ۴۹۱)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں حاجتوں اور ضرورتوں میں خدا ہی سے مانگنے اور سوال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ترغیب بھی بڑے لطیف پیرائے میں کہ خدائے تعالیٰ کے بارے میں یہ گمان بھی نہ کیا جائے کہ وہ بار بار سوال کرنے سے ناراض ہوگا بلکہ اللہ پاک بار بار سوال کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔
شعر:

الله یغضب ان ترکت سوالہ
وابن آدم حین یسئل یغضب

(۵) عن ثوبان رضی الله عنہ، قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لایرد القدر الاالدعاولایزد فی العمرالاالبر"۔ مستدرک حاکم(ج ۱ ص ۴۹۳)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی چیز تقدیر کو نہیں رد کر سکتی مگر دعا اور کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی مگر نیکی۔

(٦) عن ابن عمر رضی الله عنہ، قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم الدعاء ینفع ممانزل وممالم ینزل فعلیکم عبادالله بالدعاء مستدرک حاکم(ج ۱ ص ۴۹۳)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مصیبت میں نفع دیتی ہے جو اتر چکی ہے اور اس مصیبت میں بھی جو ابھی تک نہیں اتری اے اللہ کے بندو تم دعا کو لازم پکڑو۔

(۷) عن عائشۃ رضی الله عنہا قالت قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم۔ لایغنی حذر من قدر والدعاء ینفع ممانزل ومما لم ینزل وان البلاء لینزل فیتلقاہ الدعاء فیعتلجان الی یوم القیامۃ۔ مستدرک حاکم(ج ۱ ص ۴۹۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر سے بچنا ممکن نہیں البتہ دعا آمدہ اور آئندہ مصیبتوں میں فائدہ پہنچاتی ہے اور جب آ ہی جاتی ہے تو دعا اس کا مقابلہ کرتی ہے پس دعا و مصیبت قیامت تک آپس میں لڑتی رہیں گی۔

دعا جس طرح ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے اسی طرح یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرتی ہے لیکن جس طرح تکلیفوں اور مصیبتوں کے درجات مختلف ہوتے ہیں اسی طرح دعا کے درجے بھی مختلف ہیں کوئی دعا مصیبت کے مقابلے میں قوی ہوتی ہے کوئی متوسط اور کوئی ہلکی اور کمزور ہوتی ہیں۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ مصیبتوں اور پریشانیوں کے مقابلے میں لوگوں کی دعا کے تین درجے ہوتے ہیں۔

اول: یہ کہ دعا مصیبت کے مقابلے میں کمزور یا ہلکی ہو تو اس صورت میں مصیبت قوی ہو جاتی ہے۔ اور بندے کو مصیبت بھگتنا پڑتی ہے لیکن اس قسم کی دعا مصیبت کو ہلکا کر دیتی ہے۔

دوم: یہ کہ دعا مصیبت کے مقابلے میں زوردار یا قوی ہوتی ہے ایسی دعا یقینی طور پر مصیبت کو ٹال دیتی ہے۔

سوم: یہ کہ دعا اور مصیبت دونوں برابر ہوں۔ یہ دونوں آپس میں مقابلہ کرتی ہیں جو بھی غالب آجائے۔

مذکورہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے آسمان اور زمین کا نور ہے دین کا ستون ہے عبادتوں کا مغز ہے قضا و قدر کے مقابلے میں وزنی ہے۔ تمام عبادتوں کا خلاصہ بھی ہے یہاں تک کہ دعا خود ایک عبادت ہے جس کے کرنے کا اللہ نے خود حکم دیا۔

یوں تو دنیا میں ہر مدعی دین کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا دین حق اور کامل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک اعلیٰ و بالا' کامل' واکمل اور مکمل دین ہے اور یہی ضابطہ حیات بھی ہے۔ یہ دینی اور دنیاوی کاموں کے ہر ہر شعبے پر محیط ہے پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ اسلامی تعلیمات میں دعاؤں کا باب نہ ہوتا بلکہ اسلام میں دعا کا باب کامل اور مکمل ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس میں دعا کی تلقین نہ کی گئی ہو خود ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح خاتم الانبیاء سید الانبیاء اور امام الانبیاء والمرسلین ہیں اسی طرح سید العابدین سید القانتین اور سید الداعین ہونے کا شرف بھی انھیں حاصل ہے۔ بالفاظ دیگر عبادت و عبودیت میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کوئی نہیں تو مقام دعا و نیاز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمسر نہیں۔

بقیہ: اسوۂ صحابہ

۳۲۔ حضرت زید بن حارثہؓ	۴
۳۳۔ حضرت ثابت بن ودیعہؓ	۲
۳۴۔ حضرت کعب بن عیاض اشعریؓ	۲
۳۵۔ حضرت کلثوم بن حصین غفاریؓ	۲
۳۶۔ حضرت دحیہ کلبیؓ	۲
۳۷۔ حضرت جدانہ بنت وہبؓ	۲
۳۸۔ حضرت مالک بن یسارؓ	۱
۳۹۔ حضرت عبداللہ بن زمعہؓ	۱
۴۰۔ حضرت کلثوم بن علقمہ	۱

ان کے علاوہ جو صحابہ باقی رہ گئے ہیں چونکہ وہ صغار صحابہ ہیں اور ان کی روایت کتب حدیث میں اس قدر کم ہے کہ وہ شمار میں نہیں آئی ہے اس لیے ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا مختلف طبقات میں ہم نے جن صحابہ کا نام لیا ہے ان کی مجموعی تعداد ایک سو چھبیس ہے اور مسلمانوں کے پاس احادیث کا جو سرمایہ باقی ہے وہ انہی بزرگوں کا فیض ہے۔

نماز دین کا ستون ہے

محمد کامران ریاض، جھنگ

نماز کی فضیلت

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا

لغوی اور اصطلاحی مفہوم

عربی زبان میں صلوٰۃ کے معنی ہیں دعا کرنا، کسی طرف رخ کرنا نماز فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عجز و نیاز دعا خدمت گزاری اور عبادت کے ہیں۔ نماز کو اس کے اوقات پر ادا کرنا، آداب و شرائط اور کامل یکسوئی اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کا نام اقامت صلوٰۃ ہے۔

نماز کی اہمیت و فرضیت

نماز دین کا ستون ہے۔ یہ عملی ارکان میں سر فہرست ہے نماز بظاہر ایک عمل ہے لیکن تمام دین اسلام اس کے اندر سمٹا ہوا ہے۔ مثلاً ایک آدمی پانچ وقت کی نماز وقت پر ادا کرتا ہے نماز کا پابند ہونے کی وجہ سے وہ جھوٹ شراب اور اسی طرح دوسرے بد اعمال سے نفرت کرے گا۔ قرآن مجید کی رو سے دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس کو نماز کا حکم نہ ہو اور اس نے اپنی امت کو اس کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

ارشاد ربانی

(۱) "بے شک نماز مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔" (النساء۔ ۱۰۳)

(۲) متقیوں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ (البقرہ)

(۳) "اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو۔" (البقرہ۔ ۱۵۳)

(۴) "اپنی نمازوں کی نگہداشت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی۔" (البقرہ۔ ۲۳۸)

(۵) "نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔" (الروم: ۳۱)

فرمان رسول

(۱) نماز دین کا ستون ہے۔"

جس طرح ستون کے گر جانے سے عمارت گر جاتی ہے اسی طرح نماز کے ترک کرنے سے دین کی عمارت گر جاتی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

(۲) " ہمارے اور لوگوں کے درمیان اسلام کا جو معاہدہ ہے وہ نماز ہے جس نے اسے ترک کیا اس نے کفر کیا۔"

(۳) جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا یا وہ کافر ہو گیا۔"

(۴) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو گویا اپنے رب سے چپکے چپکے بات چیت کرتا ہے۔"

(۵) قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا سوال کیا جائے گا۔"

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

نماز کے فوائد

نماز انفرادی اور اجتماعی ترقی کے دروازے کھولتی ہے۔ قرآن مجید نے نماز کو ذریعہ فلاح (کامیابی) قرار دیا ہے۔ فلاح (کامیابی) کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہے

انفرادی فوائد

۱۔ اخلاق حسنہ: جب ایک شخص دن میں پانچ دفعہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس شخص کا احساس بیدار رہتا ہے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا احساس اسے گناہوں سے روکتا ہے اور نیکیوں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے۔

"نماز بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے۔" (العنکبوت: ۴۵)

۲۔ ضبط نفس: نماز میں اوقات کی پابندی، طہارت کی قید، جسمانی حرکات، خاص دعاؤں کا پڑھنا، امام کی اطاعت کرنا، یہ سب امور انسان کو ضبط نفس کی تعلیم دیتے ہیں۔

۳۔ پابندی وقت: ہر نماز کا وقت مقرر ہے صحیح وقت پر نماز ادا کرنے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کے ادا کرنے سے انسان میں وقت کی پابندی کی عادت پڑتی ہے۔

۴۔ نظم و ضبط کی تربیت: نماز ایک خاص انداز اور طریقہ سے پڑھی جاتی ہے مثلاً نماز میں بولنا منع ہے کوئی چیز کھانا منع ہے اگر باجماعت ادا کر رہا ہے تو امام کی اطاعت کرنا، اس سے انسان کی نظم و ضبط کی تربیت ہوتی ہے۔

اجتماعی فوائد

۱۔ اجتماعی مسائل کا حل: انسان کی زندگی میں کئی مسائل ہوتے ہیں جن کا حل اس کے پاس نہیں ہوتا۔ نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد لوگ مسجد میں مل کر بیٹھتے ہیں تو ان مسائل کا کوئی نہ کوئی حل ضرور مل جاتا ہے جس سے اس شخص کے وہ مسائل جن کا حل اس کے پاس نہیں تھا اس کو ان مسائل کا حل مل جاتا ہے۔

۲۔ مساوات: نماز مساوات کا سبق دیتی ہے۔ جب مسلمان جماعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو وہاں شاہ و گدا، امیر و غریب، حاکم و محکوم سب برابر ہیں، ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں سجدہ کرتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

۳۔ مرکز سے وابستگی: نماز میں تمام مسلمانوں کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ان کی ترقی کا راز ایک مرکز سے وابستگی ہے۔

۴۔ ترغیب و تحریص: نمازیوں کو مسجد میں آتے جاتے دیکھ کر بے نمازوں کو بھی ترغیب پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی نماز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

تکبیر اولیٰ: تکبیر اولیٰ سے مراد جماعت کے ساتھ نماز شروع کرتے وقت جو امام اللہ اکبر کہتا ہے اس کو تکبیر اولیٰ کہتے ہیں۔ اس کے بہت سے فضائل اور فائدے ہیں مثلاً بزرگ کہتے ہیں کہ جو آدمی ۴۰ دن تک پانچ وقت کی نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرے اس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور وہ نمازی بن جاتا ہے۔

بقیہ: طب و صحت

نہ کریں بلکہ چائے سے پہلے دو گھونٹ پانی ضرور پی لیں کیونکہ نہار منہ چائے کے استعمال سے جلدی امراض پیدا ہوتے ہیں اگر چائے کے عرق میں جلیبی کا شیرہ اور ۵ قطرے لیمو کا رس ڈال کر پینے سے بواسیر خونی اسہال کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا خون فوراً رک جاتا ہے، سوزاک کے مریض چائے کا کثرت سے استعمال رکھیں جب کہ آتشک کے مریض کو چائے ہرگز نہ دیں۔ اللہ شافی۔

حضورؐ کا ازواجِ مطہراتؓ اور بیٹیوں سے حسنِ سلوک

باشفقت قریشی سالم

> بیٹیاں تمہاری بہترین اولاد ہیں، جو شخص کوئی چیز لے کر گھر جائے تو پہلے لڑکی کو دے پھر لڑکے کو

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہمارے عقائد کی جان اور ایمان کی روح ہے۔ اسی عقیدہ میں پختگی کی بدولت ایک مثالی معاشرے کی تخلیق میں مدد ملتی ہے۔ معاشرے کی بنیادی اکائی گھر ہے۔ گھر میں امن وسکون اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار ہوں۔ سرورِ کائناتؐ نے بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

"تم میں بہترین وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے"۔

آپؐ کا ارشاد ہے کہ:

"کوئی مسلمان شوہر اپنی مسلمان بیوی (اور بیوی خاوند سے) نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو یقیناً کئی دوسری عادتیں پسندیدہ ہوں گی"۔

(مسلم)

آپؐ نے بیویوں کو اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگراں قرار دیا ہے۔ آپؐ نے جاہلانہ دور کے اس تصور کی تردید کی کہ عورت مکر وفریب کی پتلی ہے اور اس سے دوری اچھی ہے۔ حضورؐ نے عورت کی شان یوں بیان فرمائی ہے۔

"عورت حیا اور وفا کا مجسمہ ہے"۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قولاً بلکہ فعلاً ان امور کو نبھایا ہے جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔ ازواج مطہرات کے حجرے باہم پیوستہ تھے۔ آپؐ نے ان کے ساتھ کھانے پینے اور گزارہ کرنے کی وہ مثال پیش کی ہے کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ سب بیویوں کے ہاں قیام کی باری مقرر تھی۔ سفر کے وقت قرعہ اندازی ہوتی جس بیوی کا نام آجاتا وہ ساتھ جاتی تھیں۔ گھر میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم فرماتے۔ ان کی دلداری اور عطوفت کا اس قدر خیال تھا کہ گھر کے کام کاج میں خود ہاتھ بٹاتے تھے۔ اگر کوئی کام حسب منشا نہ ہوتا تو ناراض نہ ہوتے بلکہ نرمی سے سمجھاتے تھے۔ ان کے دکھ درد میں برابر شریک ہوتے۔ ان کی خوشی میں اپنی خوشی کا اظہار فرماتے۔ آپؐ ازواج مطہراتؓ کے رشتہ داروں سے بھی پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ام حبیبہؓ اپنے بھائی کے ساتھ بڑے پیار سے باتیں کر رہی تھیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا تمہیں اپنا بھائی بہت پیارا ہے۔ جب انھوں نے ہاں میں جواب دیا تو فرمایا کہ اگر تمھیں بہت پیارا ہے تو مجھے بھی بہت پیارا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو عمر میں سب بیویوں سے چھوٹی تھیں ایک برتن میں پانی پیا۔ اس کے بعد آپؐ نے اسی جگہ ہونٹ لگا کر پانی پیا جہاں سے حضرت عائشہؓ نے پیا تھا۔ ایک بار حضرت صفیہؓ نے روتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت حفصہؓ نے مجھے طعنہ دیا کہ تو یہودن ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ ان کی برادری کی ہم پلہ بھی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"آپ کہیں کہ میرا باپ ہارونؑ، میرا چچا موسیٰؑ اور میرا خاوند محمدؐ ہے پھر مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتی ہے"۔

اس پر وہ خوش ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے یکساں سلوک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے درمیان عداوت اور رقابت کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آپؐ کے حسن سلوک سے وہ ایک دوسرے کی بڑھ چڑھ کی عزت اور تعریف کرتی تھیں۔ ایک بار سفر میں ازواج مطہراتؓ بھی آپؐ کے ہمسفر تھیں کہ ساربانوں نے اونٹوں کو تیز دوڑانا شروع کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

"ذرا دیکھ کر چلو۔ یہ آبگینے (ازواج مطہراتؓ) بھی ساتھ ہیں۔"

آپؐ نے ان آبگینوں کا پورا پورا خیال رکھا تھا۔ صنفِ لطیف کے جذبات اور اس کی نزاکتوں کا حضورؐ سے بڑھ کر کوئی رکھوالا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ خود بھی سخی تھے اور آپؐ کی ازواج مطہراتؓ بھی سخی تھیں۔ ازدواجی زندگی میں ناراضگی ہونا معمول کی بات ہوتی ہے لیکن حضورؐ کی ازدواجی زندگی میں اس قسم کے واقعات بہت کم ملتے ہیں۔

آپؐ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ سیدہ زینبؓ سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ سیدۃ النساء فاطمہ الزہراؓ سب سے چھوٹی اور پیاری صاحبزادی تھیں۔ جنھیں تمام عورتوں کی سردار کہا گیا اور زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی گئی۔ آپؐ نے بیٹیوں کی شادیاں کیں مگر کسی سے قرض نہیں لیا۔ جب حضرت فاطمہؓ کی شادی کی تو مسلمانوں کی مالی حالت بہتر ہو چکی تھی۔ آپؐ کے ایک اشارے پر رقم کے ڈھیر لگ سکتے تھے مگر آپؐ نے اپنی امت کے لیے ایک نمونہ پیش کرنا تھا اس لیے صرف ضرورت کا سامان جہیز میں دے کر اپنی لختِ جگر کو گھر سے پیدل رخصت کیا۔ بڑی بیٹیوں کی شادیاں بھی اسی طرح سادگی سے ہوئی تھیں۔ حضرت فاطمہ الزہراؓ نے گھریلو کام کاج کے لیے ایک خدمت گار کی درخواست پیش کی تو آپؐ نے فرمایا۔

"اے فاطمہؓ! تم میرے پاس خدمت گار مانگنے آئی ہو۔ وہ تو دنیا میں آرام دیتا ہے۔ تم کو ایسی اچھی بات بتاتا ہوں جو آخرت میں نفع دینے والی ہو۔ جب سونے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ تمام دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی"۔

حضورؐ کا ارشاد ہے۔

"بیٹیاں تمھاری بہترین اولاد ہیں۔ کوئی شخص کوئی چیز لے کر گھر میں داخل ہو تو پہلے وہ چیز لڑکی کو دے پھر لڑکے کو"۔

آپؐ کا معمول تھا کہ جب کبھی سفر یا کسی غزوہ سے واپس تشریف لاتے تو پہلے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے اور جب بھی کوئی کھانے پینے کی چیز لے کر آتے تو پہلے ان کو دیتے تھے۔

تاریخ عالم اس حسن سلوک کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے جو حضورؐ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آپؐ نے اپنی گوناگوں مصروفیات اور ان گنت ذمہ داریوں کے باوجود اپنی گھریلو زندگی کو جس حسن وخوبی کے ساتھ گزارا۔ جب تک نسل انسانی کا وجود قائم ہے بیویوں اور بیٹیوں سے محبت والفت، دلداری وادائے حقوق کا یہ کامل نمونہ شمع ہدایت بن کر چمکتا رہے گا۔

اندلس میں عیسائیوں کی سفاکی درندگی اور بہیمیت کی کہانی ایک انگریز فوجی یوں بیان کرتا ہے سقوط غرناطہ کے معنی ان تمام عربوں کی موت تھی جنھوں نے ۸۰۰ سال تک اسپین پر حکومت کی تھی معاہدہ تو ضرور ہو گیا تھا لیکن اس پر عمل کرنے کا مطلق ارادہ نہ تھا۔ یہودیوں کو عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا انکار کی صورت میں عبرتناک سزائیں دی گئیں اور سولی پر چڑھایا گیا۔ مسلمانوں پر عبادت کرنے پر پابندی عائد کی گئی پھر اعلان کر دیا گیا جو مسلمان عیسائیت قبول نہ کریں وہ در بدر کر دیے جائیں۔

عورت اسلام کی روشنی میں

حکیم محمد اسلم صدیقی

ترکِ دنیا۔ تجرد اور رہبانیت

شادی کے بیان میں پچھلے اوراق میں بھی تجرد اور رہبانیت کے متعلق چند باتیں بیان کی جا چکی ہیں۔ ان کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ یہاں کچھ اور تفصیل بیان کی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "اور رہبانیت جسے انھوں نے (اپنے طور پر) گڑھا ہم نے اسے ان کے اوپر فرض نہیں کیا۔ سوائے اللہ کی رضاجوئی کے۔ جو ان پر فرض تھی اس کی خاطر انھوں نے رہبانیت کا طریقہ اپنایا، پھر وہ اس کی پوری رعایت نہ کر سکے"۔ (حدید: رکوع آخر)

اور ارشاد فرمایا: "اور ہم نے آپ سے پہلے بہت رسول بھیجے اور ہم نے ان کو اہل و عیال والا بنایا"۔ (رعد: رکوع ۵) یعنی سابق نبی بھی شادی شدہ اور اہل و عیال والے تھے

فطرت انسانی کے سب سے بڑے رازداں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشاد سنیے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے رہبانیت اور ترک دنیا کا حکم نہیں دیا گیا"۔ ۸۸ اور ارشاد فرمایا بروایت عبد اللہ ابن عباسؓ: "اسلام میں تجرد اور ترک دنیا نہیں"۔ ۸۹ اور مزید ارشاد فرمایا: "ہر نبی کے یہاں رہبانیت کی کوئی صورت رہی ہے اس امت کی رہبانیت اللہ کی راہ میں جہاد ہے"۔ ۹۰ نیز حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی روایت ہے فرمایا: "جہاد کو لازم پکڑو کہ یہ اسلام کی رہبانیت ہے"۔ ۹۱

تین مشہور صحابیوں کا مشہور واقعہ ہے کہ انھوں نے حضورؐ کی ازواج مطہرات سے آپؐ کی عبادت و طاعات کے معمولات معلوم کیے تفصیل معلوم ہونے پر انھیں اپنے انداز و معیار سے کم محسوس ہوئی تو اس کی انھوں نے یہ توجیہ کی ہے کہ آنحضورؐ کا تو مقام ہی کچھ اور ہے اور پھر آپؐ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں اور ہمارے لیے اس قدر عبادات و طاعات کافی نہیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے عہد کیا کہ "میں رات دن نماز میں بسر کروں گا"۔ دوسرے صاحب نے "سال بھر روزہ رکھنے کا عہد کیا"۔ اور تیسرے صاحب نے عہد کیا کہ "زندگی بھر بیوی بچوں سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا۔ تجرد ہی کی حالت میں دنیا سے گزر جاؤں گا"۔ آنحضورؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے ان تینوں صاحبوں کو بلا کر دریافت فرمایا۔ ان لوگوں نے اس کی تصدیق کی تو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا: "معلوم ہونا چاہیے کہ میں تم سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور خوف رکھنے والا ہوں۔ لیکن میرا طریقہ یہ ہے کہ میں نفلی روزے بھی رکھتا ہوں۔ اور نہیں رکھتا۔ راتوں میں نفل نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے تعلق بھی رکھتا ہوں۔ یہ میرا طریقہ ہے اور جو میرے طریقے پر نہ چلے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔ ۹۲

مشہور صحابی حضرت ابو درداءؓ کا بھی کچھ ایسا ہی رنگ تھا۔ بیوی بچوں سے تعلق، کھانا پینا اور زندگی کی دوسری ضروریات اور مشاغل ان کو مطلوبہ معیار دینداری کے منافی نظر آتے

تھے حضرت سلمان فارسیؓ کا ان کے دہاں جانا ہوا تو ان کی بیوی ام درداءؓ کو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بگڑی ہیئت میں زندگی کی امنگ و نشاط سے عاری پایا۔ انھوں نے ام درداءؓ سے اس کی وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ "تمھارے بھائی (ابو درداءؓ) کو دنیا سے کچھ مطلب نہیں پھر میرے لیے بن سنور کر رہنے کا کیا موقع ہے"۔ اتفاق سے اسی وقت ابو درداءؓ آ گئے، اور مہمان (سلمان فارسیؓ) کے لیے کھانا تیار کر کے رکھا گیا۔ ابو درداءؓ نے سلمان فارسیؓ سے کہا "آپ بسم اللہ کریں میں تو روزہ سے ہوں"۔ سلمان فارسیؓ نے کہا کہ "تمھارے بغیر لقمہ نہیں اٹھا سکتا"۔ آخر وہ روزہ توڑ کر شریک طعام ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ابو درداءؓ نوافل کی تیاری میں مشغول ہونے لگے تو سلمان فارسیؓ نے انھیں روکا اور کہا کہ یہ ابھی سونے کا وقت ہے۔ تھوڑی دیر بعد پھر انھوں نے اسی ارادے سے اٹھنا چاہا۔ اس بار بھی سلمان فارسیؓ نے انھیں منع کیا کہ ابھی آرام کا وقت ہے "لیٹیے"۔ پھر رات کے آخری حصے میں سلمان فارسیؓ خود اٹھے اور ان کو بھی اٹھنے کو کہا اور دونوں نے مل کر تہجد کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد سلمان فارسیؓ نے ان سے جو بات کہی، وہ اسلام کے مطلوبہ تصور دینداری کی بہترین ترجمان ہے، آپ نے کہا "تمھارے رب کا بھی تم پر حق ہے تمھاری ذات کا بھی تم پر حق ہے، تمھارے اہل و عیال کا بھی تمھارے اوپر حق ہے تو ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو"۔

حضرت ابو درداءؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کا ذکر کیا، آنحضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی توثیق فرمائی اور ارشاد فرمایا "انھوں (سلمان فارسیؓ) نے بالکل سچ کہا"۔ ۹۳

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور خود آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور معمولات سے یہ بات پوری طرح ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں ترک دنیا و تجرد اور رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے وہ اس تصور اور نظریہ حیات کی شدت کے ساتھ تردید کرتا ہے اور اس کو فطرت انسانی کے منافی قرار دیتا ہے اس کے برعکس وہ شادی کی ترغیب اور تلقین کرتا ہے۔

رہبانیت کی غرض و غایت، حصول رضا اور قرب الٰہی، بہ وسیلہ ترک علائق دنیوی قرار دی جاتی ہے۔ لیکن جہاد کی غرض و غایت پر غور کیجیے، تو یہاں بھی یہ حصول رضا اور قرب الٰہی بہ وسیلہ ترک علائق دنیوی یعنی ماں باپ، بیوی بچے تمام اعزا، مال و متاع اور عیش و راحت کے جملہ سامان سے منھ موڑ کر بصورت شہادت نصیب ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جہاد کا مرتبہ رہبانیت سے بلند اور بہت اعلیٰ اور ارفع ہے پھر یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ افضل اور اعلیٰ کے بجائے کمتر اور ناپسندیدہ کو اختیار کیا جائے۔

بعض مذاہب خصوصاً عیسائیت، نکاح کو روحانیت اور اخلاقی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر اس کو ترک کر کے تجرد اور سنیاس کی تعلیم و ترغیب دیتی ہے یہاں تک کہ مسیحیت کے علمبردار اس سے اس طور پر گریز کرتے ہیں جیسے کوئی شخص گندگی سے گزرتے ہوئے اپنا دامن بچائے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ مشہور امام رہبانیت سیولیس جب کمزور اور اپاہج ہو گیا تو اس کے انتہائی بڑھاپے پر نظر کرتے ہوئے اس کے پیروؤں اور ساتھیوں نے چاہا کہ وہ جنگل چھوڑ کر (جہاں وہ رہا کرتا تھا) کسی بستی میں رہنے لگے۔ اس نے بدرجۂ مجبوری اس کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ بستی ایسی ہونی چاہیے جس میں کبھی کسی عورت کا آمنا سامنا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ایسی کسی بستی کا وجود ظاہر ہے ناممکنات سے تھا۔ چنانچہ وہ بالآخر جنگل ہی میں رہا اور وہیں مرا۔ ۹۴ سینٹ بیسل نے سوائے کسی شدید مجبوری کے عورت کا چہرہ دیکھنا اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ سینٹ جان نے ۴۸ سال تک کسی عورت کی صورت نہیں دیکھی۔ بالآخر اس کی بیوی نے مجبور ہو کر اس کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر وہ اسے دیکھنے نہیں آئے گا تو وہ اپنی جان دے دے گی۔ یہ سن کر اس نے جواب دیا کہ آج رات کو جب وہ اپنی خواب گاہ میں ہو گی تو آؤں گا مگر اس کا وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ اس کی

بیوی نے اس کو خواب میں دیکھ لیا ملکہ زنوبیہ کبھی اپنے شوہر کے ساتھ مباشرت پر راضی نہ ہوئی سوائے اس صورت کے جب کہ ایسا کرنا ولی عہد سلطنت کو وجود میں لانے کے لیے ازبس ضروری ہوگیا۔

بابیشیا کی اگرچہ شادی ہوگئی تھی لیکن وہ تمام عمر باکرہ رہی۔ اس نے شوہر کو کبھی مباشرت نہیں کرنے دی۔ عورتوں سے نفرت اور بیزاری اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ وہ راہبین، ماؤں اور بہنوں تک سے دور رہنے لگے گویا ان کی قربت بھی ان کے لیے عذاب تھی سینٹ پیمن کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے وہ اپنے چھ بھائیوں کے ساتھ ایک ہی وقت میں گھر سے نکل کر جنگل میں جا بسا۔ جس بوڑھی ماں کی ساتوں اولاد نے ایکبارگی چھوڑ دیں اس کے دل ودماغ پر کیا گزر گئی ہوگی غرض وہ بیتاب اور بے قرار ہوکر خود ہی جنگل پہنچی جب وہاں پہنچی تو وہ سب حجرے سے نکل کر گرجا جارہے تھے، ماں کی صورت دیکھتے ہی وہ سب دہشت زدہ ہوکر پلٹے۔ ماں نے پیچھا کیا، لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کو پکڑ نہ سکی اور وہ سب حجرہ میں گھس گئے، اور دروازہ بند کرلیا۔ بیچاری بوڑھی ماں دروازے پر کھڑی چیختی چلاتی اور دروازہ پیٹتی رہی مگر ان سنگ دلوں پر ذرا بھی اثر نہ ہوا اور نہ ہی پسیجے بالآخر تنگ آکر سینٹ پیمن نے دروازہ کے پاس آکر اس کی آہ وزاری کی وجہ پوچھی۔ تو ماں نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہنا شروع کیا: "یہ سارا صدمہ اور غم تم سبھوں کو نہ دیکھنے کا ہے کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں تمھاری ماں ہوں۔ کیا میں نے تم سبھوں کو اپنا خون پسینہ بہا کر نہیں پالا پوسا اور دودھ پلایا اور اتنا بڑا کیا؟ کیا میرے ان تمام احسانات کا یہی صلہ ہے؟ کیا میرے تمام حقوق تم نے بھلا دیئے؟" یہ ساری فریاد اور الحاح وزاری بے اثر رہی۔ انھوں نے صرف یہ جواب دیا کہ "اب تم اپنی موت کے بعد ہی ہمیں دیکھ سکوگی" اور ان بچوں نے اپنی بے قرار ماں کو اپنی ایک جھلک بھی نہیں دکھلائی، افسوس کہ مذہب اور خود ساختہ رضائے الٰہی نے اس قدر شقی القلب ان کو بنا دیا تھا۔

ان چند واقعات سے راہبانہ مذہب اور زندگی کی سنگ دلی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اب چند واقعات اس راہبانہ زندگی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی حیا سوز بداخلاقیوں کے بھی سنیئے:۔

پاپائے اعظم جان ۲۳ بائیں پاپائیت عظمیٰ، عام زناکاری اور اپنی ماں اور بہن کے ساتھ زناکاری میں بھی ملوث پایا گیا کنٹربری کا سقف سنہ ۱۱۷۱ء میں صرف ایک گاؤں میں سترہ ناجائز بچوں کا باپ پایا گیا تھا۔ اسپین کا ایک استقف سنہ ۱۱۳۰ء میں سترہ کنیزیں بطور داشتہ رکھے ہوئے تھا۔ ہنری سوم سیشر کے پادری کے ساتھ ناجائز اولادیں سنہ ۱۲۷۴ء میں پائی گئیں۔ بفرض محال ان تمام واقعات کو مستثنیات سمجھ کر نظر انداز بھی کردیا جائے تاہم اس حقیقت حال کو کس طرح نظر انداز کیا جائے گا کہ اس زمانہ کے پادریوں کی عام بدچلنی اور شہوت پرستی کے ثبوت میں مستند شواہد کے دفتر کے دفتر موجود رہیں۔

کنواریوں (ننوں) کی خانقاہیں، خانقاہیں نہیں رہی تھیں بلکہ حرام کاری کے اڈے اور ناجائز بچوں کے قبرستان تھے، یہ کنواریاں بچوں کی بن بیاہی مائیں تھیں۔ یہی نہیں بلکہ ان خانقاہوں کی چہاردیواری میں ہم جنسی کا شغل بھی بڑے پیمانہ پر رائج تھا۔ یہ حال ان مقدسین اور ناصحوں کا تھا جو دورِ قدیم کے تمدن وتہذیب کے پروردہ نہ تھے، بلکہ دور عیسائیت کے تھے۔

بارہویں صدی عیسوی کے پاپائے اعظم کے ایک سفیر، انگلستان میں وعظ کے لیے تشریف لے گئے۔ کلیسا کے اخلاقی انحطاط پر انھوں نے زور وشور سے وعظ کہا۔ لیکن ابھی چند گھنٹے ہی نہ گزرنے پائے تھے کہ لوگوں نے ان کو خود اپنے خلوت کدے میں ایک طوائف کے ساتھ لطف ہم آغوشی حاصل کرتے ہوئے پایا۔ یہ سب کیا اور کیوں تھا؟ شادی جیسے مقدس رشتہ کو ممنوع قرار دینے کا یہ وبال تھا ساری خرابی اور فساد کی یہی جڑ اور بنیاد تھی کہ نکاح وشادی کے پاک

طریقے کے انسداد کی کوشش اور تبلیغ کی جاتی تھی۔ پانی کے بہاؤ کے قدرتی راستے کو بند اور روکنے کا یہی انجام ہوگا کہ وہ حوض کے اندر لامحالہ گندگی اور تعفن پیدا کرے گا چنانچہ یہی ہوا۔[۹۵]

تجرد پسندی کی اور خرابیوں کے علاوہ ایک دوسری بہت بڑی اور اہم خرابی یہ ہے کہ وہ نسلِ انسانی کی دشمن ہے، قدرت نے دو صنفوں کے درمیان کشش اس لیے رکھی ہے کہ اس سے ایک تیسرا وجود پیدا ہو، جو ان کی قائم مقامی کرے، قدرت اس جذبے کے ذریعے یہ اعلان کر رہی ہے کہ یہاں حق زیست صرف ان انسانوں ہی کو نہیں ہے جو اس وقت موجود ہیں اور یہ کہ ان کے بعد انسانیت کی بساط تہ کی جانے والی ہے بلکہ اس کے لیے اس صنفی کشش کو نوعِ انسانی کی بقا کا ذریعہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ایک تجرد پسند قدرت کے اس اعلان کا جواب اپنے عمل سے یہ دیتا ہے کہ خود میرا وجود زمین کے سینہ پر بار ہے، تمھاری آواز پر لبیک کہوں تو میری روح ناپاک ہوگی اور میرا نفس آلودہ عصیاں ہوجائے گا۔ اگر یہ چمن اجڑتا ہے تو اجڑ جانے دو میں تو اپنا دامن ان ناپاک کانٹوں سے نہیں الجھا سکتا۔[۹۶]

اب ذرا زمانہ حال قریب کی ایک تازہ ترین عبرتناک روداد سنیئے:

"امریکہ کے ایک بشپ نے فریاد کی ہے کہ امریکہ میں ۳۵ ہزار مبلغین عیسائیت پادری مجرد ہونے کی وجہ سے ذہنی اور اخلاقی انتشار میں مبتلا ہیں۔ وہ جنسی خواہش پوری کرنے کے لیے بے چین اور بے قرار ہوکر کلیسا کی اس عظیم اور مقدس خدمت کو چھوڑ رہے ہیں یہ بے حد خطرناک رجحان ہے" اس لیے کلیسا کے منتظمین اور اہل تعلق کو اس کی کوئی تدبیر سوچنی چاہیئے اور اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہیئے تاکہ ان کو مجرد رہنے اور کلیسا کی خدمت انجام دینے پر آمادہ کیا جاسکے۔ (ہندستان ٹائمز نئی دہلی ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء بحوالہ خبر نیویارک ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء ایف اے پی سروس) بشپ صاحب کی فریاد کا آخری حصہ بڑا مضحکہ خیز ہے۔ مجرد پادریوں کو کلیسا کی خدمت کے واسطے روکنے اور باندھنے کی تدبیریں مجرد رہنے کی پابندی سے ان کی گلوخلاصی نہیں کرنا چاہتے "اور چاہتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی اور تدابیر سوچی جائیں ظاہر ہے کہ وہ تدبیر زناکاری ہی ہوسکتی ہے جس سے وہ پادری صاحبان اپنی جنسی خواہش کو پورا کرسکیں گے جس کے لیے وہ بے چین اور بے قرار ہیں اور اس وجہ سے وہ اپنے اس مقدس پیشے کو بھی چھوڑ رہے ہیں مگر شادی اور نکاح کی اجازت دینے کی بات حلق سے نہیں اترتی۔ اسی تجرد کے مارے ایک پادری نے جس کا تعلق ہمارے ملک کی ریاست کیرل سے ہے زنا کا ارتکاب کیا۔ پکڑا گیا اور مقدمہ قائم ہوا اور بالآخر سزایاب ہوکر اب سزا کاٹ رہا ہے۔ یہ بھی تھوڑے عرصہ قبل کی بات ہے۔

---

۸۹ واقعہ حضرت عثمان بن مظعونؓ بحوالہ سنن دارمی کتاب النکاح ومسند احمد جلد ۶ اور بخاری جلد ۲، کتاب النکاح ۹۰ ابوداؤد جلد ۱، کتاب المناسک ومسند احمد جلد ۱ ۹۱ مسند احمد جلد ۳ ۹۲ مسند احمد جلد ۲ ۹۳ بخاری جلد ۲، کتاب النکاح ۹۴ ملخیص بخاری جلد ۱، کتاب الصوم ۹۵ عورت اسلامی معاشرہ میں ۹۶ عورت اسلامی معاشرہ میں۔ یہ تمام واقعات اور اقوال لیکی کی مشہور کتاب "تاریخ اخلاق یورپ حصہ دوم" سے ماخوذ ہیں ۹۷ ایضاً بحوالہ ایضاً

نیت ہی سب کچھ ہے

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ اور ایک درویش کا انتقال ہوا کسی نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ تو جنت میں ٹہل رہا ہے اور درویش دوزخ میں پڑا ہے کسی بزرگ سے تعبیر پوچھی تو کہا کہ وہ بادشاہ صاحب تخت وتاج تھا مگر درویشی کی تمنا کرتا تھا اور درویشوں کو بڑی حسرت سے دیکھتا تھا جب کہ درویش تھے تو فقیر بے نوا مگر بادشاہ کو رشک سے دیکھتے تھے۔ انسان کو اسی کا صلہ ملتا ہے جس کی آرزو وہ کرتا ہے۔

سوڈان میں امریکی مداخلت

محترم مصباح حسین

حالیہ ایام میں امریکہ کا سوڈان کے ساتھ بنیادی انسانی حقوق کے مسئلہ پر تنازعہ ذرائع ابلاغ میں نمایاں جگہ پا رہا ہے مگر یہ سوڈان کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے سوڈان امریکہ تعلقات میں پہلی مرتبہ خرابی کا آغاز ۱۹۸۳ء میں ہوا جب صدر نمیری نے ملک میں شریعت نافذ کرنے کا اعلان کیا جسے امریکہ نے سوڈان کا سیدھی راہ سے ہٹ جانا قرار دے کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی تمام معاشی امداد روک دی بلکہ امریکہ نے صدر نمیری کے نعم البدل یا وارث کی تلاش بھی شروع کر دی اس دوران امریکہ نے ۱۹۸۵ء میں صدر نمیری کی طرف سے دی گئی شہادت کو تسلیم کیا اور نہ ہی سوڈان کے چار سالہ جمہوریت کے تجربے کو اس قابل گردانا گیا جس کی بنیاد پر سوڈان کی معاشی ترقی کو بحال کیا جا سکے۔

۱۹۸۹ء میں جب اسلامی حکومت برسر اقتدار آئی تو امریکہ نے سوڈان مخالف پالیسیوں کے لیے نرم گوشہ اپنایا گزشتہ برس کانگرس کے اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ اور امریکی اثر و رسوخ کی حامل بین الاقوامی تنظیموں نے سوڈان پر حقیقی دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ آیا امریکہ کے نزدیک سوڈان کے لیے کم سخت پالیسیوں کی گنجائش ہے۔ امریکی ایوان نمائندگان کی افریقہ کے لیے سب کمیٹی نے سوڈان کی حکومت کو ۴ اگست ۱۹۹۳ء انسانی حقوق کی پامالی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے قابل مذمت قرار دے کر اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔ ۶ اگست کو آئی ایم ایف نے سوڈان کا ووٹ دینے کا حق معطل کر دیا تقریباً دو ہفتوں کے بعد ہی امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے سوڈان کو دہشت گردوں کی امداد کرنے والا ملک قرار دے دیا۔ دو ماہ بعد ایوان نمائندگان کی افریقی ممالک کے لیے سب کمیٹی کے ممبران نے واشنگٹن میں سوڈان کی ایک باغی تنظیم "شلپا" کے رہنماؤں سے ملاقات کی جہاں جنوبی سوڈان کے لیے حق خود ارادیت کا واشنگٹن ڈیکلریشن جاری کیا گیا۔ اس واقعے کے بعد سے تا حال امریکہ اور اقوام متحدہ نے سوڈان میں انسانی حقوق کی پامالی کے الزام میں سوڈان کی مذمت کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر حمایت بھی حاصل کر لی ہے۔

واشنگٹن حکومت کی سوڈان مخالفت کا ایک واضح پہلو مارچ ۱۹۹۴ء میں سامنے آیا جب اقوام متحدہ کی امریکی سفیر پروفیسر میڈلائن البرائٹ نے خرطوم کا دورہ کیا۔ یہ کسی بھی اعلیٰ امریکی عہدیدار کا ۱۹۸۹ء کے بعد سوڈان کی موجودہ حکومت کے دوران پہلا دورہ تھا۔ اس دوران پروفیسر البرائٹ نے امریکی صدر بل کلنٹن کا پیغام سوڈانی صدر عمر البشیر تک پہنچایا جس میں مزید بات چیت جاری رکھنے کا عندیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ البرائٹ نے سوڈان میں اپنے انتظامی معاملات کے متعلق حکومت کی توجہ بھی دلائی۔ اب اگر بات چیت ہوتی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ایجنڈا کیا ہوگا؟ امریکہ جس امر کے بارے میں زیادہ حساس ہے وہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ شمالی علاقے کے سیاسی مخالفین کے لیے سوڈانی حکومت کا انسانی حقوق کے لیے ریکارڈ بہت خراب ہے جب کہ ملک کے دیگر حصوں میں بھی مختلف اخلاقی اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی پامالی بھی علم میں آئی ہے۔

امریکی ایوان نمائندگان کی افریقہ کے لیے سب کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں جنوبی کاردوخان میں نیوبا پر اپنے سیاسی مخالفین پر الزام لگایا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے خرطوم حکومت کے دور میں غیر ملکی صحافیوں پر عقوبت خانوں میں تشدد کا ذکر کیا اور یہ وہ مقامات ہیں جہاں پر جرائم کے متعلق ٹھوس ثبوت پائے جاتے ہیں۔

اگر امریکی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو سوڈان میں کئی اور طرح سے بھی انسانی حقوق کی پامالی کی مثالیں ملتی ہیں جن میں جنوبی علاقہ جات میں شریعت کا نفاذ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے عربی زبان کا لازمی قرار دیا جانا اور سوڈان میں غیر ملکی تعلیمی اداروں میں روایتی سوڈانی الحوادر ائج کرنا شامل ہیں۔

سوڈان میں ایک اور مسئلہ جمہوریت ہے جسے امریکہ حل ہوتا دیکھنا پسند کرے گا۔ موجودہ حکمرانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک جمہوری طریقے سے منتخب شدہ حکومت کو ہٹایا اور کثیر الجماعتی نظام والی مغربی جمہوریت کو اپنانے جیسے مطالبات کا سامنا کیا۔ لیکن اس علاقے میں کئی امریکی حامی فوجی حکومتیں مطلق العنان ہیں۔ اس لیے امریکہ کی کثیر الجماعتی جمہوریت میں دلچسپی کم ہے اور وہ اکثر جمہوریت کے لیے کمزوری آواز بلند کرتا ہے۔

جنوب میں گیارہ سالہ پرانی جنگ کے پر امن خاتمے نے سوڈان امریکہ بات چیت کو ممکن بنا دیا ہے۔ تملیک... داخلی خلفشار کی وجہ سے بھی انسانی حقوق کی پامالی ہوئی اور شہری آبادی کو مشکلات اٹھانا پڑیں امریکی انتظامیہ سوڈان پر یہ الزام بھی عائد کرتی ہے کہ سوڈانی حکومت خود جنگ کو طول دے رہی ہے۔ ماضی میں بھی امریکہ والے سوڈانی حکومت کو تخریبی گروہوں کو پناہ اور تحفظ فراہم کرنے کے سلسلے میں بھی مورد الزام ٹھہراتے رہے ہیں۔

یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی مجاہدین کے گروہ فلسطینی حماس الجہاد ابوندال وغیرہ کی امداد کرتے رہے ہیں۔ امریکہ نے ایرانی انقلابی گارڈوں کی سوڈان میں موجودگی پر بھی اعتراض کیا ہے۔

امریکہ کے مطابق عرب اقوام کے لیے سوڈان کی ویزا پالیسی کی شرائط تمام عرب دنیا سے بڑی تعداد میں دہشت گرد عناصر کو سوڈان میں داخلے کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔ امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے گزشتہ ماہ بین الاقوامی دہشت گردی کے نمونے چھاپ کر اس الزام کو دہرایا ہے۔ سوڈان کے مطابق امریکہ کا سوڈانی معاملات میں طرز عمل حکومت کے اسلامی پلیٹ فارم سے انکار سے عاری کو صدر کلنٹن کی نیشنل سیکورٹی کے مشیر انتھونی لیک نے مشرق قریب پالیسی کے واشنگٹن انسٹی ٹیوٹ میں حاضرین کو بتایا کہ ان کی انتظامیہ نے اس مسئلے کی تمام مخالفتوں اور انتہا پسندوں سے سختی سے نپٹنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم سیکولر لیبیا کی انتہا پسند اور سوڈان کی بنیاد پرست پالیسیوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ سوڈان کی حکومت یقین رکھتی ہے کہ امریکہ واضح طور پر سوڈان مخالف پالیسی کی طرف مائل ہے۔

ایک سوڈانی سرکاری افسر نے حال ہی میں کہا ہے ہم جانتے ہیں کہ امریکا پوری دنیا میں انسانی حقوق اور فرنجگی جیسے معاملات کے متعلق اظہار رائے کرتا رہتا ہے لیکن ہمارے معاملے میں اس کا محرک غلط فہمی پر مبنی ہے

سوڈان اور امریکہ کے مابین باہمی گفت و شنید سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سوڈان اپنے ملک میں انسانی حقوق کا دفاع کرنے کے سلسلے میں پورے علاقے میں ایک بہترین ریکارڈ رکھنے والا ہے سوڈانیوں نے انسانی حقوق کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے قانونی اور دیگر اعداد و شمار کا استعمال شروع کیا ہے۔

۱۹۹۱ء میں نیشنل سیکورٹی لا میں ایک ترمیم کی گئی جس کے مطابق ایمرجنسی لا جو ۱۹۹۰ء سے موثر ہے اس میں عدالتی پوچھ گچھ

کے لیے سیاسی بنیادوں پر زیر حراست شخص کو دو ماہ سے زیادہ حراست میں نہیں رکھا جا سکتا۔ جنوب میں اسلامی شریعہ کے قانون کا نفاذ نہیں ہوتا حالانکہ حکومت کے خیال میں اس قانون کے تحت اقلیتوں کو حقوق کی پوری ضمانت ملتی ہے۔

سوڈان کے جنوبی علاقوں میں ہونے والے تنازعے کے بارے میں سوڈانی حکومت کا عقیدہ ہے کہ امریکی انتظامیہ کے سوڈانی معاملات میں بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعے مداخلت سے صرف یہ ہوا ہے کہ انھوں نے شلپا کو یہ جرأت دی ہے کہ "دیکھو اور انتظار کرو" جب کہ اس کی جگہ ایسی پالیسی اپنانی چاہیے جس سے پرامن تصفیے کے لیے کوششیں ممکن ہو سکیں۔

اپریل مئی ۱۹۹۳ء کے دوران دوسری ابوجا بات چیت میں شلپا کے رہنما جو گارانگ نے براہ راست واشنگٹن سے آ کر اپنے حامیوں کو تعاون نہ کرنے کی ہدایات دیں جس سے کسی بھی قسم کی ترقی کی امید ختم ہو گئی ہے۔

چونکہ سوڈان کو غیر ملکی مداخلت کا سامنا ہے اس لیے ممکن ہے کہ وہ باغیوں کے خلاف طاقت کا استعمال کرے اور لڑائی ہو۔ اگرچہ جنگ کی وجہ سے سوڈان کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن اس کی انتظامیہ اس بات پر فخر محسوس کرتی ہے کہ انھوں نے (حکومت اور شلپا دونوں کے مقبوضہ علاقے) جو جنگ سے متاثر ہوئے ہیں وہاں بین الاقوامی این جی او اور اقوام متحدہ کی طرف سے دی جانے والی امداد کی فراہمی کو ممکن بنا دیا ہے۔ انھوں نے اپنی کامیابی کے ثبوت میں ۵ سالہ پرانے آپریشن لائف لائن سوڈان کی مثال دی۔

سوڈانی حکومت نے سیاسی آزادی اور خود مختاری کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اصرار کیا ہے کہ یہ امر اس کی سیاسی نظام میں جمہوریت کے لیے کی جانے والی کوششوں پر استدلال کرتا ہے۔

سوال یہ نہیں ہے کہ مغربی طرز کی کثیر الجماعتی جمہوریت کی طرف واپس لوٹا جائے کیونکہ یہ سوڈان کی آزادی سے اب تک تین دفعہ ناکام ہو چکی ہے۔ ایک سوڈانی آفیسر جس کا عہدہ وزیر کے برابر ہے نے کہا کہ سوال یہ ہے کہ کون سا دوسرا طرز جمہوریت اپنایا جائے۔ خرطوم کے ذمہ دار عہدیداروں کے مطابق لوگوں کی حکومت میں توجہ لینے اور شمولیت میں گہری دلچسپی لینے کا عمل ۱۹۹۲ء میں ہونے والے ٹریڈ یونین کے انتخابات سے شروع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۹۳ء میں انقلابی کمانڈ کونسل کو ختم کر دیا گیا۔ پھر پریس اینڈ پبلی کیشن ایکٹ میں نجی پریس لگانے کی اجازت دی گئی۔ گزشتہ ماہ انتخابات ایکٹ پاس کیا گیا اور اب آئندہ برس پارلیمانی اور صدارتی انتخابات ہونے کی توقع ہے۔

جہاں تک امریکہ کے سوڈان پر دہشت گردوں کی مدد کرنے کے الزامات ہیں تو سوڈانی حکومت واضح طور پر الزامات کی صحت سے انکاری ہے۔ سوڈان ایک کھلا ملک ہے یہاں جو چاہے آ کر دیکھ سکتا ہے کہ یہاں دہشت گردوں کے لیے کسی قسم کے تربیتی کیمپ کا وجود نہیں ہے۔ یہ بات ڈاکٹر حسین ابو صالح نے بتائی جو سوڈان کے خارجہ امور کے وزیر ہیں۔ گزشتہ برس مغربی پریس نے یہ رپورٹ پہنچائی تھی کہ سابق امریکی صدر جمی کارٹر نے بھی اس الزام کا ثبوت نہ ملنے کی بنا پر اسے رد کر دیا تھا۔ ایک سینیئر سوڈانی سفارت کار کا کہنا ہے کہ جس طرح کینیڈا میں دو سال پیشتر ڈاکٹر حسن الترابی کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی اور گزشتہ فروری میں محمد عمد رمان کی مسجد میں قتل عام سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ اگر ہم خود دہشت گردی کا نشانہ بن سکتے ہیں تو ہم کس طرح دہشت گردوں کو اپنی سرزمین پر کام کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

سوڈانی افسران اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سوڈان کی عرب قوم پرستوں کے لیے کھلے در کی پالیسی کی نقصانات ہو سکتے ہیں لیکن حماس اور الجہاد کے ممبران صرف سوڈان ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے کئی مغربی ممالک میں سیاسی پناہ لیے ہوئے ہیں جب کہ سوڈان میں ان افراد کو پناہ دینے کا مقصد خرطوم حکومت کی نظر میں اخلاقی فرض کے

طب و صحت

چائے کے فوائد و نقصانات

حکیم الحاج محمد سبحان شاہ قادری

قدرت کاملہ کا بھی اک عجیب کرشمہ یہ ہے کہ کبھی کبھی زہر بھی تریاق کا کام کرتا ہے چائے جتنا نقصان دہ ہے اتنا ہی فائدہ مند بھی ہے، چائے کا عوام کو تعارف کرانا یہاں چنداں ضروری نہیں۔ یہ ساری دنیا میں ہر گھر میں روزمرہ استعمال ہونے والی چیز ہے۔ چائے کی پتی کے کئی اقسام ہوتے ہیں اس میں بادشاہی پتی سب سے اچھی مانی جاتی ہے اس کے پتے اور شاخوں سے ایک خاص قسم کا تیل برآمد ہوتا ہے جو لیمن گراس آئیل کے نام سے مشہور ہے۔ چائے ہندوستان میں آسام، نیلگیری، دہرہ دون، سکم اور دوسرے کئی صوبوں میں اس کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔ طب جدید کے ماہرین کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ چائے میں خاص جزو کیفین پائی جاتی ہے جو جسم میں چستی پیدا کرتی ہے اور چائے پینے سے تھکان دور ہو جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ نشاستہ والی غذائیں مثلاً کیک، بسکٹ یا تلی ہوئی چیزیں کھانے کا رواج بن گیا ہے۔ شکر، دودھ، بالائی ملنے سے اس کا مضر اثر کم ہو جاتا ہے ماہرین طب یونانی کی رائے ہے کہ چائے کا کثرت استعمال اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا کہ شراب کے استعمال سے ہے چائے کو غذا کے بدل میں کبھی نہیں استعمال کرنا چاہیے اور چائے کے زیادہ استعمال سے غشی، رعشہ، خفقان، مندی، چڑچڑاپن وغیرہ مرض پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر والوں کے لیے اور دل کے مریضوں کو چائے سخت نقصان پہنچاتی ہے چائے بنانے کا درست طریقہ یہ ہے کہ ابلتے ہوئے پانی میں چائے کی پتی ڈال کر فوراً نیچے اتار دیں پھر اسے دوبارہ نہ ابالیں ایسا کرنے سے ٹینک اسڈ بڑھ کر اس میں زہریلا مادہ بن جاتا ہے جس سے طرح طرح کے امراض مثلاً قبض، بواسیر، ایام ماہواری کی زیادتی، جریان، احتلام جیسے مرض پیدا ہوتے ہیں۔ ہری پتی کی چائے بخار کی حالت میں لینے سے پیشاب و پاخانہ صاف ہو کر جگر ہلکا ہو جاتا ہے بخار کی گرمی کم ہو جاتی ہے اگر چائے کی پتی کے ساتھ گل بنفشہ ۲ گرام، میٹھی لکڑی چھلی ہوئی ۳ گرام، دارچینی ۳ گرام کا سفوف بنا کر چائے میں ڈال کر پینے سے موسمی بخار، دائمی قبض، گیس، ہچکی، درد شکم وغیرہ دور ہوتے ہیں۔ اگر چائے کی پتی کے ہمراہ کالی مرچ، سونٹھ، سونف دو دو گرام ڈال کر پینے سے سردی زکام دور ہوتا ہے موٹے بھدے جسم والے و بہت خوراک کھانے والوں کے لیے چائے کا کثرت سے استعمال کرنا فائدہ مند ہے، دبلے، کمزور اور بواسیر، سیلان الرحم کے مریض چائے کا استعمال ترک کر دیں۔ صبح میں ہلکا ناشتے کے بعد چائے کا استعمال بہت مفید ہے مگر دوپہر اور شام کے کھانے کے بعد چائے پینا نقصان کرتا ہے۔ ہسٹریا، جنون، پاگل مریضوں کو چائے ہرگز نہ دیں۔ تندرست عوام کے لیے ہدایت دی جاتی ہے کہ دن میں ایک یا دو پیالی چائے سے زیادہ استعمال نہ کریں۔ چائے گردے کے مریضوں کو بھی نقصان کرتی ہے چائے بےحد گرم پینے سے تلی و جگر کو نقصان ہوتا ہے۔ نہار منہ چائے ہرگز استعمال

(باقی صفحہ ۴۷ پر)

دسترخوان

صبوحی

آلو

اشیاء

آلو ـــــــ ایک سیر

مرچ ـــــــ ایک تولہ

دھنیا ـــــــ ؍؍

ہلدی ـــــــ چھ ماشے

لہسن ـــــــ ایک پوتھی

ہرا مسالہ ـــــــ حسب ضرورت

ٹماٹر ـــــــ آدھ پاؤ

نمک ـــــــ حسب ذائقہ

گھی ـــــــ آدھ پاؤ

پیاز ـــــــ ایک چھٹانک

ترکیب: مسالہ پیس کر تیار کرلیں گھی میں پیاز سرخ بھون کر الگ کرلیں پھر گھی میں مسالہ خوب سرخ بھونیں پھر اس میں چھلے کٹے اور دھلے ہوئے آلو کے تتلے ڈال دیں اور انھیں بھی بھون لیں پھر گرم مسالہ ملی آدھ پاؤ دہی اور سرخ شدہ پیاز، ٹماٹر ہرا مسالہ کاٹ کر ڈال دیں کچھ دیر کے کسائے کے بعد حسب ضرورت شوربے کے لیے پانی ڈال دیں، جب آلو گل جائیں تو ہانڈی چولھے سے اتار لیں آلو تیار ہیں۔

بینگن کا بھرتہ

اشیاء

بینگن وزنی بڑا گول اور سیاہ ـــــــ ایک پاؤ

دہی ـــــــ ڈیڑھ پاؤ

پیاز کی ایک چھوٹی گٹھی ـــــــ

زیرہ سفید ـــــــ چائے کا آدھا چمچہ

گرم مسالہ پسا ہوا ـــــــ ؍؍ ایک ؍؍

نمک سرخ مرچ ـــــــ حسب ذائقہ

ہرا دھنیا، ہری مرچ ـــــــ

ترکیب: بینگن کو چولھے کی جلتی ہوئی راکھ میں دبا دیں یا کوئلوں پر رکھ کر بھون لیں اس کو آہستہ آہستہ پھراتے جائیں تاکہ بینگن چاروں طرف سے بھن جائے، پھر ایک تسلے میں پانی ڈال کر اس میں بینگن ڈال دیں دہی کو خوب پھینٹ کر اس میں آدھ پاؤ دودھ ملا دیں اور سب مسالے باریک پسے ہوئے ملا کر خوب پھینٹ لیں اب بینگن کو پانی سے نکال کر چھیل کر ہاتھوں سے اچھی طرح کچلیں اور پیاز باریک کاٹ کر اس میں ملالیں اور اس کو تیار دہی میں ملا دیں اوپر سے ہری مرچ اور ہری دھنیا کاٹ کر ڈال دیں۔ بھرتہ تیار ہے۔

اشیاء:

بینگن جو صاف ہوں ـــــــ آدھ سیر

پیاز ـــــــ آدھ پاؤ

پودینہ ـــــــ چند پتے

کچا آم ـــــــ ایک عدد

نمک سرخ مرچ ـــــــ حسب ضرورت

گھی ـــــــ ایک چھٹانک

ترکیب: بینگن ثابت ہی پانی میں ڈال کر ابلنے کے لیے رکھ دیں اور گلنے پر اتار لیں۔ اب اس کا چھلکا علاحدہ کرلیں اور اچھی طرح کچل کر ایک سا کرلیں۔ آم اور نمک سرخ مرچ ملا کر باریک پیس لیں۔ پیاز لچھے دار کاٹ لیں۔ کچلے ہوئے بینگن میں پسا ہوا کنا مسالہ ملالیں۔ اب گھی کو کڑکڑائیں اور اوپر بینگن ڈال کر اچھی طرح بھون لیں۔ پانچ سات منٹ میں تیار ہوجائیں گے۔

میچ

افضل حسین ایم اے ایل ٹی

بچوں کی دو ٹولیوں میں میچ تھا بڑے زوروں کی گیند کھیلی جارہی تھی۔ تمام بچّے کوشش کر رہے تھے کہ اپنی طرف گول ہونے سے بچائیں۔ اور دوسری ٹولی کی طرف گول کردیں۔ گیند کے لیے طے تھا کہ پیر سے بڑھائی جائے گی۔ گول پر کھڑے ہونے والے کے سوا اور کسی کو ہاتھ سے گیند چھونے کی اجازت نہ تھی۔ اگر غلطی سے کسی اور کا ہاتھ گیند سے چھو جاتا تو فوراً داؤں لے لیا جاتا۔ بڑی دیر تک کھیل ہوتا رہا۔ برابر کا جوڑ تھا۔ نہ یہ ہارے نہ وہ۔

کھلاڑیوں میں ایک بچے کا نام سعید تھا۔ سعید بڑی بہادری سے کھیل رہا تھا۔ میچ کی وجہ سے ہر بچّے میں جوش تھا مگر سعید میں سب سے زیادہ تھا۔ وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ اپنی طرف گول نہ ہونے دے اور دوسری ٹولی ہار جائے۔

اللہ کا کرنا ایک بار گیند بڑی تیزی سے سعید کی ٹولی کی طرف بڑھی۔ سعید دوڑ کر روک رہا تھا گیند گول کے قریب پہنچ گئی تھی سعید نے ہر طرح گول بچانے کی کوشش کی، بہادری کے خوب خوب کرتب دکھلائے مگر اسی جانے میں گیند اس کے ہاتھ سے چھو گئی سب بچّے کھیل میں لگے تھے۔ کچھ گول کرنے کی فکر میں کچھ گول بچانے کی فکر میں۔ گیند کو ہاتھ لگتے کسی نے نہیں دیکھا۔ گول کے پاس داؤں ملنے کا مطلب یہ تھا کہ گول یقینی ہے۔ سعید کو خیال آیا کہ اگر بتاتا ہوں تو گول ہوا جاتا ہے اور ہماری ٹولی ہار جاتی ہے نہ بتاؤں تو بے ایمانی ہوگی۔

آخر وہ ہار جیت کی پروا کیے بغیر چلّا اٹھا "گیند میرے ہاتھ سے چھو گئی آپ لوگ داؤں لے لیں۔"

دوسری ٹولی کے بچوں نے گول کے پاس داؤں لیا۔ ایک اچھے کھلاڑی نے ایسا چوٹ لگائی کہ گیند سیدھی گول میں پہنچی۔ کوشش کے باوجود سعید کی ٹولی ہار گئی۔

کھیل ختم ہوا۔ سعید کی ٹولی کے بچوں نے سعید کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ بولے "تم نے بتایا نہ ہوتا تو آج ہم نہ ہارتے۔ بتانے کی ضرورت کیا تھی۔ کون دیکھنے گیا تھا۔ اس دن کبڈی کے میچ میں بھی تم نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہاں میرے جسم سے اس کا ہاتھ چھو گیا۔ حالانکہ ہم لوگ تائل کر لے گئے تھے کہ نہیں چھو گیا ہے۔

سعید بولا "تم لوگ بھی عجیب لڑکے ہو۔ تمھارا مطلب یہ ہے کہ جیتنے کے لیے میں بے ایمانی کرتا یا جھوٹ بولتا۔ چھی چھی! ہار جیت کے لیے اتنا بڑا پاپ میں کیوں کرنے لگا۔ بہادری سے کھیلنا اور بات ہے

(باقی صفحہ ۵ پر)